



مسکریں تراویح (غیر مقلدین) کیسے لے کرے

یعنی

# تہجد تراویح کی فرق

8 اور 20 تراویح میں اختلاف کی حقیقت..... تہجد، تراویح کے فرق پر 68 دلائل  
دلائل کے ضمن میں شبہات کا ازالہ..... غیر مقلدین سے 17 سوالات ملاحظہ کیجئے

تالیف

مُنیر احمد منور  
حفظہ اللہ

استاذ الحدیث جامعہ باب العلوم کھر ڈیپکا

بیتنا

ناشر



19	دلیل نمبر 14 (ساری رات قیام)	5	شاہد اقبال اور محقق عالم کے درمیان مکالمہ
20	دلیل نمبر 15 (پورا قرآن کریم ختم کرنا)	9	غیر مقلدین کا نظریہ ان کی کتابوں میں
20	دلیل نمبر 16 (تعیین رکعات)	12	تہجد اور تراویح کے فرق پر دلائل
20	دلیل نمبر 17 (وتروں کی جماعت)	12	دلیل نمبر 1 (ماخذ مشروعیت)
20	دلیل نمبر 18 (شعائر اسلام)	12	دلیل نمبر 2 (مکان مشروعیت)
21	دلیل نمبر 19 (وقت جدا جدا)	12	دلیل نمبر 3 (زمانہ مشروعیت)
22	دلیل نمبر 20 (نام جدا جدا)	12	دلیل نمبر 4 (کیفیت مشروعیت)
22	دلیل نمبر 21 (باب جدا جدا)	13	فائدہ
24	دلیل نمبر 22 (رمضان کی شرط)	14	دلیل نمبر 5 (نبی ﷺ پر فرضیت تہجد کا قول)
24	دلیل نمبر 23 (مسجد میں جماعت)	14	دلیل نمبر 6 (سنت مؤکدہ وغیر مؤکدہ)
25	دلیل نمبر 24 (تہجد بعد از نوم)	14	دلیل نمبر 7 (جماعت اور غیر جماعت)
25	دلیل نمبر 25 (قیام لیل اور قیام رمضان)	16	دلیل نمبر 8 (رمضان وغیر رمضان)
26	رمضان میں تراویح اور تہجد کا ثبوت	16	دلیل نمبر 9 (چار رکعت اور دو رکعت)
26	دلیل نمبر 1\26	16	دلیل نمبر 10 (نیند کا وقفہ)
28	دلیل نمبر 2\27	17	دلیل نمبر 11 (حدیث من قام)
29	دلیل نمبر 3\28	17	دلیل نمبر 12 (ترغیب جماعت)
30	دلیل نمبر 4\29	18	دلیل نمبر 13 (اہتمام جماعت کثیرہ)

51	دلیل نمبر 24\49	31	دلیل نمبر 5\30
52	دلیل نمبر 25\50	32	فائدہ نمبر 1
52	دلیل نمبر 26\51	33	فائدہ نمبر 2
53	دلیل نمبر 27\52	33	فائدہ نمبر 3
53	دلیل نمبر 28\53	36	دلیل نمبر 6\31
54	دلیل نمبر 29\54	38	دلیل نمبر 7\32
54	دلیل نمبر 30\55	39	دلیل نمبر 8\33
54	دلیل نمبر 31\56	41	دلیل نمبر 9\34
54	دلیل نمبر 32\57	43	دلیل نمبر 10\35
55	دلیل نمبر 33\58	44	دلیل نمبر 11\36
55	دلیل نمبر 34\59	45	دلیل نمبر 12\37
55	دلیل نمبر 35\60	45	دلیل نمبر 13\38
55	دلیل نمبر 36\61	46	دلیل نمبر 14\39
56	دلیل نمبر 37\62	47	دلیل نمبر 15\40
56	دلیل نمبر 38\63	47	دلیل نمبر 16\41
56	دلیل نمبر 39\64	48	دلیل نمبر 17\42
58	دلیل نمبر 40\65	48	دلیل نمبر 18\43
58	دلیل نمبر 41\66	48	دلیل نمبر 19\44
58	دلیل نمبر 42\67	48	دلیل نمبر 20\45
59	دلیل نمبر 43\68	49	دلیل نمبر 21\46
62	غیر مقلد پروفیسر سے شاہد کے سوالات	49	دلیل نمبر 22\47
		50	دلیل نمبر 23\48

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله واصحابه البررة

**شاهد اقبال** صوم صلوة، ذکر و تلاوت کا پابند، نیک سیرت اور نیک صورت نوجوان تھا۔ وہ جب کالج میں پہنچا تو ایک متعصب غیر مقلد پروفیسر نے شاہد کی نیکی اور شرافت کو دیکھ کر اس کو شکار کرنے کا پختہ عزم کر لیا۔ پروفیسر موصوف نے اُستاد ہونے کے ناطے پہلے تو اس کو اپنے ساتھ مانوس کیا۔ پھر اس کے دل میں شکوک و شبہات پیدا کرنے اور سوسے ڈالنے شروع کئے۔ رفتہ رفتہ اس کو اس لائن پر لگایا کہ تم بہت سمجھدار تعلیم یافتہ ہو اس لئے مولویوں کے پیچھے لگنے کی بجائے دین کی خود تحقیق کرو۔ رمضان شریف قریب تھا۔ اُس نے تراویح کے مسئلہ کی تحقیق شروع کر دی۔ اس مسئلہ پر دونوں فریقوں کی تحریر کردہ کتب کا مطالعہ کیا لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ شاہد کا نہ میں تراویح پر یقین رہا نہ آٹھ پر بلکہ اُس کو تراویح ایک مشکوک عبادت محسوس ہونے لگی۔ رمضان شریف اسی گولو کشمکش کی کر بناک حالت میں گزارا۔ کبھی وہ بیس تراویح پڑھتا کبھی آٹھ اور کبھی آٹھ نہ بیس۔ لیکن پروفیسر صاحب اپنے اس شاگرد پر بڑے خوش تھے کہ چلو تقلید کے بندھن سے تو نکلا، آگے جو بن جائے اس کی بلا جانے۔ لیکن شاہد نے اپنے آپ کو اس اذیتناک حالت سے نکالنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ طریقہ یہ سوچا کہ جید خفی عالم جو غیر مقلدین کے مذہب پر خوب مطالعہ رکھتا ہو اور قرآن حدیث و فقہ پر بھی کامل دسترس رکھتا ہو سے تحقیق کی جائے۔ اُس سے تحقیق کر کے پھر پروفیسر صاحب سے ملاقات کی جائے۔ چنانچہ شاہد اقبال اتحاد اہل السنّت والجماعت کے ایک محقق عالم کے پاس حاضر ہو کر علیک سلیک کے بعد اپنے سوالات کا یوں آغاز کرتا ہے۔

**شاہد اقبال:** (محقق عالم سے مخاطب ہو کر) حضرت یہ فرمائیے کہ آٹھ اور بیس تراویح کے اختلاف کی کیا حقیقت ہے؟

**محقق عالم:** پیارے شاہد! میں اور کچھ کہنے سے پہلے آپ کو دونوں فریقوں کے اصولوں سے آگاہ کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔ مسائل کو ثابت کرنے کیلئے احناف کے چار اصول ہیں (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ (۳) اجماع امت (۴) قیاس و اجتہاد (یعنی اصول شرع اور قرآن و حدیث سے لفظی و معنوی قرآن و اشارات کی روشنی میں اپنی اجتہادی رائے سے مسئلہ کو حل کرنا) اور ظاہر ہے کہ اصول شریعت اور قرآن و حدیث کے قرآن و اشارات کے ساتھ وہی مسئلہ حل کیا جاتا ہے جو قرآن و حدیث میں واضح طور پر موجود نہ ہو، جبکہ غیر مقلدین حضرات کے اصول فقط دو ہیں (۱) قرآن کی صریح آیت (۲) صحیح صریح مرفوع متصل حدیث۔ صریح کا مطلب یہ ہے کہ جس میں اپنی رائے کا ذرہ برابر دخل نہ ہو۔ یہ حضرات کہا کرتے ہیں کہ اللہ اور اللہ کے رسول کی ذات معصوم ہے اس کے سوا ہر ایک سے غلطی ہو سکتی ہے۔ ہمارے لئے اسی کا قول و فعل حجت ہے جس میں غلطی کا امکان نہ ہو اور جس کے قول و فعل میں غلطی کا امکان ہو وہ ہمارے لئے حجت نہیں۔ اسلئے ان کے نزدیک قرآن و حدیث یعنی وحی حجت ہے، کسی امتی کا قول، فعل اور رائے حجت اور معتبر نہیں۔ بلکہ ان کے نزدیک پیغمبر پاک ﷺ کی رائے بھی بغیر وحی کے حجت نہیں، اسکی تفصیل ”بارہ مسائل“ حصہ اول میں ملاحظہ کیجئے۔

اب اصل جواب کی طرف آئیے۔ اصل اختلاف آٹھ اور بیس کا نہیں بلکہ نماز تراویح کو ماننے نہ ماننے کا ہے۔ آٹھ تراویح والے لوگ سرے سے نماز تراویح کو مانتے ہی نہیں، وہ نماز تراویح کے منکر ہیں بیس تراویح والے لوگ نماز تراویح کو مانتے ہیں۔

**شاہد اقبال:** محترم! وہ تراویح کو مانتے ہیں مگر تراویح کی تعداد میں اختلاف کرتے

ہیں اور ہم ہمیشہ یہی سنتے آئے ہیں کہ تراویح کی تعداد میں اختلاف ہے کہ آٹھ ہے یا تیس، ایک فریق آٹھ کا قائل ہے دوسرا تیس کا۔

**محقق عالم:** شاہد بیٹا! کسی چیز کے انکار کے دو طریقے ہیں ایک صراحتاً انکار کرنا، دوسرا منافقانہ طریقے سے انکار کرنا جس میں ظاہری طور پر اقرار ہوتا ہے عنوان بھی مثبت ہوتا ہے لیکن اس کی تہہ میں انکار چھپا ہوا ہوتا ہے۔ جیسے ایک آدمی کہتا ہے کہ فلاں شخص نماز کی پابندی نہیں کرتا، دوسرا آدمی اسی بات کو یوں کہتا ہے کہ فلاں شخص کبھی کبھی نماز پڑھتا ہے۔ دونوں نے نماز کی پابندی کا انکار کیا ہے لیکن پہلے شخص نے صراحتاً دوسرے نے اشارۃً و کنایۃً کہ اس نے عنوان مثبت رکھا ہے مگر اس کے ضمن میں اس کے پابند صلوة ہونے کا انکار ہے۔ اسی طرح انہوں نے عنوان مثبت رکھا ہے آٹھ تراویح کا، مگر اس کے ضمن میں نماز تراویح کا انکار پوشیدہ ہے۔

مثال نمبر 1: اس کو ایک مثال سے سمجھئے۔ دو آدمی نمازِ عشاء کی رکعات میں اختلاف کرتے ہیں، ایک کہتا ہے کہ عشاء کی فقط تین رکعات ہیں، دوسرا کہتا ہے تین نہیں بلکہ چار رکعات ہیں۔ یہاں بظاہر اختلاف تین اور چار رکعات کا ہے لیکن حقیقت میں عشاء کی تین رکعات بتانے والا نمازِ عشاء کا منکر ہے اور چار رکعات بتانے والا نمازِ عشاء کا قائل ہے کیونکہ جب ہر ایک سے اس کی وضاحت طلب کی گئی تو تین رکعات کے قائل نے کہا کہ اصل میں مغرب اور عشاء ایک ہی نماز کے دو نام ہیں، غروب آفتاب کے بعد جو نماز پڑھی جاتی ہے اسی کا نام ہے نمازِ مغرب اور نمازِ عشاء اور چونکہ مغرب کی تین رکعتیں ہیں تو عشاء کی بھی تین رکعتیں ہوں گی۔ اس کا کہنا ہے کہ عشاء کی نماز کوئی مستقل جدا نماز نہیں بلکہ نمازِ مغرب کا دوسرا نام نمازِ عشاء ہے اور حدیث پاک میں نمازِ مغرب کیلئے نمازِ عشاء کا لفظ استعمال ہوا ہے، لہذا جب مغرب کی تین رکعتیں ہیں تو عشاء کی بھی تین رکعتیں ہوں گی۔ اور چار رکعات کا

قابل کہتا ہے کہ مغرب اور عشاء دو مستقل نمازیں ہیں۔ ہر ایک کا وقت، رکعات کی تعداد حتیٰ کہ بعض احکام بھی دوسری نماز سے مختلف ہیں۔ مغرب کی تین رکعتیں ہیں اور عشاء کی چار رکعتیں ہیں۔ مغرب غروب شمس کے بعد اور عشاء غروب شفق کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ جب دونوں کا وقت علیحدہ علیحدہ ہے اور رکعتوں کی تعداد بھی مختلف ہے تو یہ دونوں نمازیں مستقل ہیں۔ اس مثال میں غور کریں، بظاہر ان دونوں کے درمیان تین اور چار رکعات کا اختلاف معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں عشاء کی تین رکعات بتانے والا شخص نماز عشاء کا منکر ہے۔ وہ نماز عشاء کو نماز مغرب سے جدا مستقل نماز نہیں مانتا جبکہ چار رکعات بتانے والا شخص نماز عشاء کو مانتا ہے۔ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ نماز مغرب اور نماز عشاء دو مستقل جدا جدا نمازیں ہیں۔ اسی طرح جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نماز تراویح آٹھ رکعت ہے وہ دراصل نماز تراویح کے منکر ہیں اور جو بیس تراویح کے قائل ہیں وہ نماز تراویح کو ایک مستقل نماز مانتے ہیں کیونکہ جب آٹھ تراویح والوں سے پوچھا گیا تو انہوں نے اپنے عقیدہ کی وضاحت یہ کی کہ دراصل تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں، گیارہ ماہ جو نماز تہجد کے نام سے پڑھی جاتی ہے رمضان میں اسی کا نام تراویح ہو جاتا ہے۔ پس نماز تراویح نماز تہجد سے جدا کوئی مستقل نماز نہیں اور چونکہ تہجد کی رکعات آٹھ ہیں تو تراویح کی بھی رکعات آٹھ ہوگی۔ جبکہ بیس تراویح کے قائلین کا عقیدہ یہ ہے کہ تہجد جدا نماز ہے اور تراویح جدا نماز ہے، یہ دو مستقل نمازیں ہیں۔ اب بظاہر اختلاف یہ ہو رہا ہے کہ تراویح آٹھ ہیں یا بیس لیکن حقیقت یہ ہے کہ آٹھ کے قائلین سرے سے نماز تراویح کے منکر ہیں، وہ اس کو مستقل نماز نہیں مانتے۔ جبکہ بیس تراویح کے قائلین نماز تراویح کو ایک مستقل نماز مانتے ہیں۔

مثال نمبر 2: یا اس کو یوں سمجھیں کہ وہ لفظ بولتے ہیں تراویح کا لیکن درپردہ وہ اس سے نماز تہجد مراد لیتے ہیں۔ جیسا کہ رافضی جب کہتے ہیں کہ ہم قرآن کو مانتے ہیں تو ان کی

مراد وہ قرآن ہوتا ہے جو ان کے عقیدے کے مطابق امام مہدی کے پاس غار میں ہے، وہ اس موجودہ قرآن کو نہیں مانتے لیکن مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے دعویٰ یہی کرتے ہیں کہ ہم قرآن کو مانتے ہیں۔

قادیانی جب کلمہ پڑھتے ہیں تو وہ محمد رسول اللہ سے مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں لیکن مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے کہتے ہیں کہ ہم محمد رسول اللہ کو مانتے ہیں، اسی طرح غیر مقلدین بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم نماز تراویح کو مانتے ہیں مگر وہ اس سے مراد لیتے ہیں نماز تہجد۔ اور نماز تراویح کے وہ منکر ہیں۔ جبکہ اہلسنت نماز تراویح کو نماز تہجد سے جدا ایک مستقل نماز مانتے ہیں۔

مثال نمبر 3: قرآن کریم میں ہے کہ صحابہ کرامؓ بعض دفعہ حضور ﷺ کو کہتے ”رَاعِنَا“ (ہماری رعایت کیجئے)۔ منافقین بھی یہی کلمہ ”رَاعِنَا“ کہتے تھے مگر وہ مراد لیتے ”اے احمق“ (العیاذ باللہ) جو گالی بن جاتی ہے۔ تقریباً یہی حال غیر مقلدین کا ہے۔ اہل السنۃ والجماعت جب نماز تراویح کا لفظ بولتے ہیں تو نماز تہجد سے جدا نماز مراد لیتے ہیں مگر غیر مقلدین نماز تہجد مراد لیتے ہیں جس میں تراویح کا انکار ہے۔

### غیر مقلدین کا نظریہ ان کی کتابوں میں

**شاہد اقبال:** مولانا! کیا ان کی کتب میں اس عقیدہ کی صراحت ملتی ہے؟  
**محقق عالم:** جی ہاں ان کی کتب میں یہ عقیدہ صراحتاً لکھا ہوا موجود ہے۔  
 ملاحظہ کیجئے۔

1۔ غیر مقلد مولانا نذیر احمد رحمانی اعظمی لکھتے ہیں۔

”تہجد فی رمضان اور تراویح میں کوئی فرق نہیں“ (انوار المصباح: ص ۸۰)



2- غیر مقلد مولانا محمد اسماعیل سلفی لکھتے ہیں۔

”رمضان المبارک میں تراویح وہی نماز ہے جس کا ذکر پہلے تہجد کے نام سے ہوا ہے..... بعض لوگ تراویح اور تہجد کو الگ الگ دو نمازیں سمجھتے ہیں یہ غلط ہے“  
(رسول اکرم کی نماز: ص ۹۸)

3- غیر مقلد مولانا محمد صادق سیالکوٹی لکھتے ہیں۔

”نماز تراویح اور تہجد دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں“ (صلوٰۃ الرسول: ص ۳۷۸)

4- غیر مقلد حکیم عبدالرحمن خلیق لکھتے ہیں۔

”قیام اللیل (تہجد) اور نماز تراویح ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں“ (۱۲ مسائل: ص ۱۷۱)

5- غیر مقلد مولانا محمد خالد سیف لکھتے ہیں۔

”تہجد اور نماز تراویح درحقیقت ایک ہی نماز ہے“ (نماز مصطفیٰ: ص ۱۶۹)

6- غیر مقلد مولانا خواجہ محمد قاسم لکھتے ہیں۔

”میں یہ سمجھتا ہوں تہجد اور تراویح ایک ہی چیز ہے“ (حی علی الصلوٰۃ: ص ۳۳)

7- غیر مقلد ڈاکٹر شفیق الرحمان لکھتے ہیں۔

”ماہ رمضان میں تہجد اور قیام رمضان الگ الگ نہیں بلکہ ایک چیز ہے“ (نماز نبوی: ص ۲۳۱)

8- غیر مقلد حافظ عبدالرحمان لکھتے ہیں۔

”نماز تہجد یا تراویح جو نماز عشاء کے بعد اور فجر سے پہلے درمیانی رات میں پڑھی جاتی

ہے اس کے نام بہت ہیں۔ اسے قیام اللیل (رات کا قیام)، وتر (طاق)، نفل، تطوع اور

تہجد وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں“ (رحمانی نماز کلاں: ص ۱۸۵)

گویا حافظ عبدالرحمان کی تحقیق کے مطابق تراویح، تہجد اور وتر ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں۔

**شاہد اقبال:** مولانا! بہت بہت شکریہ۔ آج مجھے اس اختلاف کی حقیقت سمجھ آئی ورنہ اب تک ہم یہی سمجھتے رہے کہ اہلحدیث لوگ نماز تراویح کو مانتے ہیں، صرف آٹھ اور بیس رکعتوں کا اختلاف ہے۔ یہ تو آج پتہ چلا کہ یہ لوگ سرے سے نماز تراویح کا انکار کرتے ہیں اور وہ بھی اقرار کے پردہ میں جو ایک منافقانہ طریقہ ہے۔ جیسا کہ منافقین کہا کرتے تھے ”نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ“ (ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں) حالانکہ وہ آپ ﷺ کی رسالت کے منکر تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَكَاذِبُوْنَ“ (بے شک منافقین البتہ جھوٹے ہیں)۔ اہلحدیث بھی بظاہر تاثریہ دیتے ہیں کہ وہ نماز تراویح کو مانتے ہیں حالانکہ وہ صرف نماز تہجد کو مانتے ہیں اور نماز تراویح کے منکر ہیں۔ وہ لفظ بولتے ہیں نماز تراویح کا مگر اس سے مراد لیتے ہیں نماز تہجد۔ قادیانیوں کی طرح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے ایک لفظ بول دیتے ہیں مگر مراد کچھ اور لیتے ہیں، یہ بہت خطرناک طریقہ ہے۔

**محقق عالم:** شاہد بیٹا! میں آپ کی تائید کرتا ہوں کہ صراحتاً انکار کرنے سے منافقت اور تقیہ کے طور پر انکار کرنا بہت بڑا دھوکہ، فریب کاری اور بدترین قسم کا فراڈ ہے اور سب اہل باطل یہی دجل کرتے ہیں۔

**شاہد اقبال:** مولانا! ایک طرف دعویٰ یہ ہے کہ تہجد اور تراویح دو مستقل جدا نمازیں ہیں۔ دوسری طرف دعویٰ یہ ہے کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے۔ آپ پہلے دعویٰ کے علمبردار ہیں جبکہ پروفیسر صاحب دوسرے دعویٰ کے مدعی ہیں۔ تو آپ اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل پیش کر سکتے ہیں؟

**محقق عالم:** پیارے شاہد! اہل السنّت والجماعت کے اس دعویٰ پر صرف ایک دلیل ہی نہیں بلکہ الحمد للہ دلائل کا انبار ہے۔ ذرا توجہ کیجئے اور باہوش و گوش ملاحظہ کیجئے

## ﴿تہجد اور تراویح کے فرق پر دلائل﴾

دلیل نمبر 1: (ماخذِ مشروعیت)

تہجد اور تراویح کی مشروعیت کے ماخذ جدا جدا ہیں۔ تہجد شریعت کے پہلے ماخذ یعنی قرآن کریم سے ثابت ہے (وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ بِهَا) جبکہ تراویح شریعت کے دوسرے ماخذ یعنی سنت سے ثابت ہے (وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ) اور قیام رمضان یعنی تراویح کا طریقہ میں (محمد ﷺ) نے جاری کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ تراویح قرآن کریم سے ثابت نہیں ہے۔ ایک نماز کی مشروعیت قرآن سے ثابت ہے جبکہ دوسری نماز کی مشروعیت قرآن سے ثابت نہیں بلکہ حدیث سے ثابت ہے، تو یہ دونوں نمازیں ایک کیسے ہو سکتی ہیں؟

دلیل نمبر 2: (مکانِ مشروعیت)

تہجد اور تراویح دونوں کی مشروعیت کی جگہ جدا ہے۔ تہجد مکہ مکرمہ میں مشروع ہوئی ہے جبکہ تراویح مدینہ منورہ میں مشروع ہوئی ہے، تو یہ دونوں نمازیں ایک کیسے۔

دلیل نمبر 3: (زمانہ مشروعیت)

تہجد ہجرت سے پہلے مشروع ہوئی اور تراویح ہجرت کے بعد مشروع ہوئی۔

دلیل نمبر 4: (کیفیتِ مشروعیت)

تہجد پہلے فرض تھی اور ایک عرصہ تک فرض رہی بعد میں اس کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔

سعد بن ہشام کہتے ہیں

قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ حَدِيثِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَتْ أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ فَإِنَّ خُلُقَ رَسُولِ اللَّهِ كَانَ الْقُرْآنَ قَالَ حَدِيثِي عَنْ  
قِيَامِ اللَّيْلِ قَالَتْ أَلَسْتَ تَقْرَأُ يَا أَيُّهَا الْمَزْمَلُ قَالَ قُلْتُ بَلَى قَالَتْ فَإِنَّ أَوَّلَ هَذِهِ

نَزَلَتْ فَقَامَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَفَخَتْ  
أَقْدَامُهُمْ وَحُبِسَ خَاتَمَتُهَا فِي السَّمَاءِ إِثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ نَزَلَ آخِرُهَا فَصَارَ  
قِيَامُ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا بَعْدَ فَرِيضَةٍ (ابوداؤد: ج ۱ ص ۱۸۹، ۱۹۰ باب فی صلوة اللیل)

**سعد:** میں نے کہا! اے ام المؤمنین (حضرت عائشہؓ) مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے خلق کے متعلق بیان کیجئے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا! کیا آپ قرآن نہیں پڑھتے؟ رسول اللہ ﷺ کا خلق قرآن ہے۔

**سعد:** میں نے کہا! اے ام المؤمنین مجھ سے تہجد کے متعلق ارشاد فرمائیے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے دریافت فرمایا! کیا آپ سورۃ یٰٰٓأَيُّهَا الْمُنْزَّلُ نہیں پڑھتے؟

**سعد:** میں نے عرض کیا! جی ہاں میں سورۃ یٰٰٓأَيُّهَا الْمُنْزَّلُ پڑھتا ہوں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ طیبہ طاہرہ نے ارشاد فرمایا! اس سورۃ کا ابتدائی حصہ نازل ہوا (جس میں تہجد کی فرضیت ہے) تو صحابہ کرامؓ اتنی طویل نماز تہجد پڑھتے کہ ان کے پاؤں سوج جاتے اور اس سورۃ کا آخری حصہ بارہ ماہ تک آسمان میں رکا رہا۔ پھر بارہ ماہ کے بعد اس کا آخری حصہ نازل ہوا تو تہجد جو پہلے فرض تھی اب نفل میں بدل گئی۔

**فائدہ:** اس حدیث سے تین باتیں معلوم ہونیں۔ ایک یہ کہ تہجد کی مشروعیت قرآن

سے ثابت ہے۔ دوسری یہ کہ تہجد کی مشروعیت مکہ مکرمہ میں ہوئی کیونکہ سورۃ مزمل ہجرت سے قبل مکہ میں نازل ہوئی ہے اور اسی سے تہجد کی مشروعیت ثابت ہے۔ تیسری یہ کہ تہجد پہلے فرض تھی اور ایک سال تک فرض رہی بعد میں سورۃ مزمل کے آخری حصہ کے نازل ہونے کے ساتھ فرضیت منسوخ ہو گئی اور تہجد نفل نماز بن گئی جبکہ تراویح کبھی بھی فرض نہیں ہوئی ہے۔

دلیل نمبر 5: (نبی ﷺ پر فرضیت تہجد کا قول)

علماء کے ایک قول کے مطابق تہجد نبی کریم ﷺ پر فرض تھی، صرف امت کے حق میں تہجد کی فرضیت منسوخ ہوئی (زرقاتی شرح مؤطا امام مالک: ج ۱ ص ۳۱۱) مگر تراویح آپ ﷺ پر فرض نہ تھی۔

دلیل نمبر 6: (سنت مؤکدہ وغیر مؤکدہ)

تہجد سنت غیر مؤکدہ ہے جیسا کہ ابھی حضرت عائشہ کی حدیث میں گذرا کہ تہجد پہلے فرض تھی پھر فرضیت منسوخ ہو کر نفلی نماز بن گئی۔ جبکہ تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ چنانچہ فقہ حنبلی کی معتبر کتاب الروض المربع جو سعودی عرب کے نصاب تعلیم میں داخل ہے اس کے ص ۶۵ پر لکھا ہے وَالْتَرَاوِيحُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ ”تراویح سنت مؤکدہ ہے“۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْأَصَحَّ فِيهَا أَنَّهَا سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ ”صحیح ترین بات یہ ہے کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے“ (شرح النقایہ: ج ۱ ص ۳۴۱)۔ ایک نماز سنت غیر مؤکدہ ہے، دوسری سنت مؤکدہ ہے یہ دونوں نمازیں ایک کیسے ہو سکتی ہیں؟ تراویح کے سنت مؤکدہ ہونے پر مذاہب اربعہ کی درج ذیل کتب ملاحظہ کیجئے۔ البحر الرائق: ج ۱ ص ۱۱۷، حاشیہ فتاویٰ النوازل: ص ۹۴، حاشیہ الطحاوی: ص ۴۱۱، رد المحتار: ج ۲ ص ۴۹۳، فتاویٰ تاتار خانیا: ج ۱ ص ۴۷۵، المہذب: ج ۱ ص ۸۴، حلیۃ العلماء: ج ۲ ص ۱۱۹، الاقناع للشرابی: ج ۱ ص ۱۱۷، ختایۃ الزین: ج ۱ ص ۱۱۴، الفروع: ج ۱ ص ۳۸۸۔ المغنی لابن قدامة: ج ۱ ص ۷۹۷۔ مزید حوالہ جات کیلئے ہماری کتاب ”آٹھ اور بیس تراویح کا فیصلہ“ ملاحظہ کیجئے۔

دلیل نمبر 7: (جماعت اور غیر جماعت)

تہجد میں اصل یہ ہے کہ بغیر جماعت کے پڑھی جائے مگر تراویح میں جماعت سنت مؤکدہ کفایہ ہے۔ الروضة المربع: ص ۶۵ میں ہے وَالْتَرَاوِيحُ عَشْرُونَ رَكْعَةً تُفْعَلُ



پھر آپ ﷺ چار رکعات پڑھتے ہیں اُن کے حسن اور طول کے متعلق کچھ نہ پوچھ (یعنی بہت خوبصورت اور طویل ہوتی تھیں) پھر تین رکعات پڑھتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول آپ ﷺ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں (پھر بغیر جدید وضو کے وتر پڑھتے ہیں)۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عائشہؓ بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا (یعنی نیند سے میرا وضو نہیں ٹوٹتا اس لئے جدید وضو نہیں کرتا)

### دلیل نمبر 8: (رمضان وغیر رمضان)

تہجد رمضان اور غیر رمضان میں یعنی بارہ ماہ پڑھی جاتی ہے جبکہ تراویح فقط رمضان میں پڑھی جاتی ہے۔ ایک نماز پورا سال پڑھی جاتی ہے دوسری نماز سال میں صرف ایک ماہ (یعنی رمضان میں پڑھی جاتی ہے) یہ دونوں ایک نماز کیسے ہو سکتی ہیں۔ جیسے نماز اشراق پورے سال کی نماز ہے جبکہ نماز عید سال میں صرف دو مرتبہ پڑھی جاتی ہے تو یہ دو نمازیں جدا جدا ہیں۔ نماز ظہر ہر روز پڑھی جاتی ہے نماز جمعہ، ہفتہ میں صرف ایک دن یعنی جمعہ کے روز پڑھا جاتا ہے تو ظہر اور جمعہ دو جدا جدا نمازیں ہیں۔ اسی طرح تہجد سارے سال کی نماز ہے اور تراویح فقط رمضان کی نماز ہے۔ لہذا یہ بھی دو جدا جدا نمازیں ہوں گی۔

### دلیل نمبر 9: (چار رکعت اور دو رکعت)

حدیث عائشہؓ کے مطابق آپ ﷺ چار چار رکعات اور تین وتر پڑھتے جبکہ تراویح میں دو دو رکعات پڑھنا مسنون ہے۔ فقہ حنبلی کی معتبر کتاب الروضۃ المربع کے صفحہ ۶۵ پر ہے تَفْعَلُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ تِسْ تَرَاوِیْحٍ دُو، دُو رَكْعَاتٍ كَرَّكَ پڑھی جاتی ہیں۔ اس پر مزید حوالہ جات مذاہب اربعہ کے بیان میں ملاحظہ کیجئے۔

### دلیل نمبر 10: (نیند کا وقفہ)

حدیث عائشہؓ سے نبی پاک ﷺ کا تہجد اور وتروں کے درمیان سونا ثابت ہے مگر

تراویح اور وتروں کے درمیان سونا ثابت نہیں کیونکہ حدیث میں ہے إِذَا دَخَلَ رَمَضَانَ كَمْ يَأْتِ فِرَاشَهُ یعنی جب ماہ رمضان شروع ہو جاتا تو آپ ﷺ رمضان گزرنے تک بستر پر قدم نہ رکھتے۔ نماز تہجد میں نوافل تہجد اور وتروں کے درمیان سونا ثابت مگر تراویح اور وتروں کے درمیان سونا ثابت نہیں تو یہ دو نمازیں ایک کیسے؟

### دلیل نمبر 11: (حدیث من قام)

تراویح والی حدیث مَنْ قَامَ رَمَضَانَ --- الخ کو کسی محدث نے تہجد کے باب میں ذکر نہیں کیا۔ اگر تراویح اور تہجد ایک نماز ہوتی تو فضیلت تراویح کی اس حدیث کو تہجد کے باب میں بھی ذکر کیا جاتا۔ حالانکہ اس حدیث کو تراویح کے باب میں ذکر کیا جاتا ہے، تہجد کے باب میں ذکر نہیں کیا جاتا۔ معلوم ہوا کہ دونوں نمازیں جدا ہیں۔

### دلیل نمبر 12: (ترغیب جماعت)

تہجد باجماعت کی تعریف و ترغیب آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں لیکن تراویح کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی تعریف و ترغیب رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا نَاسٌ فِي رَمَضَانَ يُصَلُّونَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا هَؤُلَاءِ قِيلَ هَؤُلَاءِ نَاسٌ لَيْسَ مَعَهُمْ قُرْآنٌ وَأَبَى بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي بِهِمْ فَهُمْ يُصَلُّونَ بِصَلْوَتِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابُوا أَوْ نَعِمَ مَا صَنَعُوا

(قیام رمضان للمروزی: ص ۱۵۵)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (حجرہ) سے نکلے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ ماہ رمضان میں کچھ لوگ مسجد کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے



پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا گیا! یہ ایسے لوگ ہیں کہ قرآن ان کو یاد نہیں اور ابی بن کعب ان کو نماز پڑھا رہے ہیں اور وہ لوگ ابی بن کعب کی اقتداء میں نماز پڑھا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا! انہوں نے درست کیا۔ یا یوں فرمایا انہوں نے اچھا کام کیا ہے۔

### دلیل نمبر 13: (اہتمام جماعت کثیرہ)

نماز تہجد میں جماعت کثیرہ کو شامل کرنے کا اہتمام آپ ﷺ سے ثابت نہیں لیکن نماز تراویح کو جماعت کثیرہ کے ساتھ ادا کرنے کا اہتمام آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ اس سلسلہ میں دو حدیثیں ملاحظہ کیجئے۔

1- عَنْ عَائِشَةَ ۞ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ أَوْزَاعًا.... الخ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ رمضان شریف کی ایک رات مسجد نبوی میں متفرق جماعتیں بنا کر نماز پڑھا رہے تھے۔ جن لوگوں کو قرآن کا کچھ حصہ یاد تھا وہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ کسی کے ساتھ پانچ آدمی ہیں کسی کے ساتھ چھ ہیں اور کسی کے پیچھے اس سے کم اور کسی کے پیچھے اس سے بھی زیادہ اور وہ ان قرآن خواں لوگوں کی اقتداء میں نماز پڑھا رہے ہیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات مجھے حکم دیا کہ میں حجرہ کے دروازے پر چٹائی لگا دوں۔ چنانچہ میں نے چٹائی لگا دی۔ پس رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کے بعد حجرہ سے باہر تشریف لائے اُس وقت مسجد میں جتنے لوگ موجود تھے سب آپ ﷺ کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اُن کو رات کے وقت دیر تک نماز پڑھائی

(قیام رمضان للمروزی: ص ۱۵۳)

2- حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صَمَاعُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ... الخ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان میں

روزے رکھے آپ ﷺ نے ہمیں تراویح نہ پڑھائی تھی کہ جب سات راتیں باقی رہ گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ۲۳ اور ۲۵ کی رات کو نماز پڑھائی، پھر ۲۷ کی رات کو اپنے گھر والوں کو جمع کیا، اور لوگ بھی جمع ہو گئے اور آپ ﷺ نے طویل نماز پڑھائی۔ (اسی وجہ سے بعد میں خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس تراویح باجماعت کا مستقلاً اہتمام کیا اور اس سنت کو دائمی طور پر جاری کیا جو آج تک جاری ہے)

### دلیل نمبر 14: (ساری رات قیام)

تہجد میں ساری رات قیام کرنا آپ ﷺ سے ثابت نہیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں لَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللَّهِ قَامَ لَيْلَةً حَتَّى الصُّبْحِ غَيْرَ رَمَضَانَ (نسائی: ج ۱ ص ۳۲۱) مجھے علم نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان کے علاوہ دوسری کسی رات کو صبح تک ساری رات قیام فرمایا ہو۔ اسی طرح سعد بن ہشام کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا لَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ غَيْرَ رَمَضَانَ فَأَنْطَلَقْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَحَدَّثَنِي حَدِيثَهَا فَقَالَ صَدَقْتُ (قیام لللیل للمروزی: ص ۸۵)

میں نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ نہیں جانتی کہ آپ ﷺ نے کسی ایک رات میں بھی صبح تک ساری رات نماز پڑھی ہو سوائے رمضان کے۔ میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس جا کر یہ بات بتائی تو انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ سچ کہتی ہیں۔

قرآن کریم میں حضور ﷺ کی تہجد کے متعلق ہے إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَى مِنْ ثُلُثِي اللَّيْلِ وَنُصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ بے شک تیرا رب جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھیوں کی ایک جماعت (نماز تہجد میں) کبھی رات کی دو تہائی کبھی نصف رات اور کبھی ایک تہائی قیام کرتی ہے۔ امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ یہ آیت لکھ کر فرماتے ہیں فَهَذَا نَوْمٌ وَقِيَامٌ يَهْنِدُ بَعْضُهُمْ أَوْ قِيَامٌ بَعْضُهُمْ (قیام لللیل: ص ۲۰) جبکہ آپ ﷺ رمضان

میں ساری رات قیام فرماتے تھی کہ کمر بستر کے ساتھ نہ لگاتے جب نماز تہجد اور نماز تراویح میں معمول جدا جدا ہے کہ تراویح میں ساری رات صبح تک قیام فرماتے اور تہجد میں کبھی بھی صبح تک ساری رات قیام نہیں کیا تو یہ دو نمازیں ایک کیسے ہو گئیں؟

دلیل نمبر 15: (پورا قرآن کریم ختم کرنا)

تراویح میں کم از کم ایک مرتبہ پورا قرآن کریم ختم کرنا خلفاء راشدین کی سنت ہے جبکہ تہجد میں قرآن کی کوئی مقدار متعین نہیں۔ قرآن کریم میں ہے **فَأَقْرُؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ** (نماز تہجد میں) قرآن سے جو آسان ہو وہ پڑھو۔

دلیل نمبر 16: (تعیین رکعات)

نماز تہجد کی رکعات متعین نہیں بلکہ وقت کی گنجائش اور اپنی ہمت کے مطابق وتروں کے علاوہ دو رکعت سے دس رکعت تک پڑھ سکتے ہیں یعنی ۲-۲-۶-۸-۱۰۔ مگر تراویح کی تعداد فریقین کے نزدیک متعین ہے ۲۰ یا ۸۔ اہل السنۃ والجماعت کے نزدیک بیس رکعات ہیں اور غیر مقلدین کے نزدیک آٹھ ہیں۔

دلیل نمبر 17: (وتروں کی جماعت)

تراویح کے بعد وتروں کا جماعت کے ساتھ پڑھنا خلفائے راشدین کی سنت ہے جبکہ تہجد کے بعد وتروں کی جماعت کا سنت ہونا ثابت نہیں۔

دلیل نمبر 18: (شعائر اسلام)

نماز تراویح شعائر اسلام میں سے ہے (نیل الاوطار: ج ۲ ص ۲۹۵، الدیباچ: ج ۲ ص ۳۸۵، شرح ابوداؤد للیعنی: ج ۵ ص ۲۷۵، شرح سیوطی علی مسلم: ج ۲ ص ۳۸۵، شرح نووی علی مسلم: ج ۳ ص ۱۰۱، ۱۲۸، ۱۳۲، مرقاة المفاتیح: ج ۲ ص ۳۱۲، ۳۱۶، احیاء علوم

الدرین: ج ۱ ص ۳۹۰) المبدع شرح المقتنع (ج ۲ ص ۱۹-فقہ حنبلی) میں ہے وَهِيَ سُنَّةٌ سَنَّهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَتْ مُحَدَّثَةً لِعُمَرَوَ هِيَ مِنْ أَعْلَامِ الدِّيْنِ الظَّاهِرَةِ اور تراویح سنت ہے جسکو خود نبی پاک ﷺ نے جاری کیا ہے اور یہ حضرت عمرؓ کی جاری کردہ سنت نہیں ہے اور یہ دین کی علامات ظاہرہ میں سے ہے جبکہ تہجد شعرا اسلام میں سے نہیں ہے۔

### دلیل نمبر 19: (وقت جدا جدا)

پانچ فرض نمازیں پانچ اس لئے بنی ہیں کہ ہر نماز کا وقت دوسری نماز سے جدا ہے۔ چنانچہ فقہاء اور محدثین حضرات نے ہر نماز کا وقت جدا جدا تحریر کیا ہے۔ اسی طرح تہجد اور اشراق دو جدا جدا نمازیں اس لئے ہیں کہ ہر ایک کا وقت دوسری نماز سے جدا ہے۔ نماز تہجد کا وقت نصف رات کے بعد سے طلوع فجر تک ہے اور نماز اشراق کا وقت طلوع شمس کے بعد ہے۔ معلوم ہوا کہ وقت کا جدا جدا ہونا نمازوں کے جدا ہونے کی دلیل ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ تراویح اور تہجد کا وقت ایک ہے یا علیحدہ علیحدہ ہے؟ چونکہ ان دونوں نمازوں کا وقت جدا جدا ہے اس لئے یہ دونوں نمازیں بھی جدا جدا ہوں گی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ نماز تہجد کا وقت نصف رات کے بعد ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمُّ أَوَّلَهُ وَيَقُومُ آخِرَهُ (بخاری: ج ۱ ص ۱۵۴) رسول اللہ ﷺ اول شب میں نیند کرتے اور رات کے اخیر میں تہجد پڑھتے۔ غیر مقلدین علماء نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ نماز تہجد اور نماز تراویح کا وقت جدا جدا ہے۔ فتاویٰ علماء حدیث میں ہے تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد اول رات کا ہے اور تہجد کا آخر رات کا۔ (ج ۶ ص ۲۵۱) نیز فرماتے جو شخص رمضان میں عشاء کے وقت نماز تراویح پڑھ لے وہ آخر وقت میں تہجد پڑھ سکتا ہے۔ تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے، اول شب میں تہجد نہیں ہوتی۔

(فتاویٰ علماء حدیث: ج ۶ ص ۳۳۱)

نیز فرماتے ہیں اگر تراویح پہلے وقت میں پڑھے تو صرف تراویح ہے پچھلے وقت میں پڑھے تو تہجد کے قائم مقام ہوتی ہے۔ (فتاویٰ علماء حدیث: ج ۶ ص ۲۲۹)

### دلیل نمبر 20: (نام جدا جدا)

پانچ فرض نمازیں، اسی طرح نماز اشراق، اوامین، نماز تہجد وغیرہ کے جدا جدا نام اس بات کی دلیل ہے کہ یہ نمازیں بھی جدا جدا ہیں۔ سو جب ان دو نمازوں کے نام جدا جدا ہیں، ایک کا نام نماز تراویح ہے دوسری کا نام نماز تہجد ہے، ایک کا نام قیام رمضان دوسری کا قیام اللیل ہے تو یہ دو نمازیں بھی جدا جدا ہوں گی۔

### دلیل نمبر 21: (باب جدا جدا)

محدثین حضرات نے تہجد اور تراویح کے جدا جدا باب قائم کئے ہیں جو ان کے الگ الگ نماز ہونے کی دلیل ہے اور اگر یہ دونوں نمازیں ایک ہیں تو ہر ایک کے جدا جدا باب قائم کرنے کی کیا ضرورت؟ کتب حدیث میں دونوں نمازوں کے جدا جدا باب بحوالہ ملاحظہ کیجئے۔

نام کتاب	باب تہجد	باب تراویح
صحیح بخاری	باب فضل قیام اللیل: ج ۱ ص ۱۵۱	باب فضل من قام رمضان: ج ۱ ص ۲۶۹
صحیح مسلم	باب صلوة اللیل: ج ۱ ص ۲۵۳	باب الترغیب فی قیام رمضان و ہو التراویح: ج ۱ ص ۲۵۹
سنن ابی داؤد	باب فی صلوة اللیل: ج ۱ ص ۱۸۸	باب قیام شہر رمضان: ج ۱ ص ۱۹۶
سنن ترمذی	باب فی فضل صلوة اللیل: ج ۱ ص ۹۸	باب ما جاء فی قیام شہر رمضان ج ۱ ص ۱۶۶

سنن نسائی	کتاب قیام اللیل: ج ۱ ص ۲۳۷	ثواب من قام رمضان وصام... الخ ج ۱ ص ۳۰۷
سنن ابن ماجہ	باب ماجاء فی قیام اللیل: ص ۹۴	باب ماجاء فی قیام شہر رمضان: ص ۹۴
موطاً امام مالک	باب فی صلوة اللیل: ص ۹۹	باب فی قیام رمضان: ص ۹۷
موطاً امام محمد	باب صلوة اللیل: ص ۱۱۹	باب قیام شہر رمضان: ص ۱۳۱
مشکوٰۃ شریف	باب صلوة اللیل: ج ۱ ص ۱۰۵	باب قیام شہر رمضان: ج ۱ ص ۱۱۳
ریاض الصالحین	باب فضل قیام اللیل: ص ۳۶۲	باب استحباب قیام رمضان وہو التراویح: ص ۳۶۷
صحیح ابن حبان	فصل فی قیام اللیل: ج ۵ ص ۱۱۲	فصل فی التراویح: ج ۵ ص ۱۰۷
مجمع الزوائد	باب فی صلوة اللیل: ج ۲ ص ۵۱۹	باب قیام رمضان: ج ۳ ص ۲۰۱
سنن کبریٰ امام بیہقی	باب فی قیام اللیل: ج ۲ ص ۳۹۹	باب فی قیام شہر رمضان: ج ۲ ص ۳۹۱
جمع الفوائد	صلوة اللیل: ج ۱ ص ۲۰۳	قیام رمضان والتراویح وغیر ذالک ج ۱ ص ۲۰۶
مختصر قیام اللیل للعمروزی	قیام اللیل: ص ۲ تا ص ۱۳۹	قیام رمضان: ص ۱۵۰ تا ۱۷۸
بلوغ المرام	صلوة التطوع: ص ۸۳	قیام رمضان: ص ۱۵۲

محدثین حضرات کے تہجد اور تراویح کے علیحدہ علیحدہ باب قائم کرنے سے معلوم ہوا کہ ان حضرات کے نزدیک بھی تہجد اور تراویح دو علیحدہ علیحدہ نمازیں ہیں ورنہ ان کے الگ الگ باب قائم نہ کرتے۔

### دلیل نمبر 22: (رمضان کی شرط)

عہد نبوی میں رمضان کا چاند نظر نہ آیا فَارَادُوا أَنْ لَا يَصُومُوا وَلَا يَقُومُوا تو انہوں نے روزہ نہ رکھنے اور قیام نہ کرنے (یعنی تراویح نہ پڑھنے) کا ارادہ کر لیا۔ اچانک وادی حرہ سے ایک اَعْرَابِيٌّ (دیہاتی آدمی) نے حاضر خدمت ہو کر چاند دیکھنے کی شہادت دی۔ چنانچہ اُس کے ایمان و اعتقاد کی تصدیق کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ کے حکم پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا اَنْ يَصُومُوا وَاَنْ يَقُومُوا لوگو روزہ رکھو اور تراویح پڑھو۔ (دارقطنی: ج ۲ ص ۱۵۹)۔

معلوم ہوا کہ نماز تراویح ماہ رمضان کے چاند نظر آنے کے ساتھ مشروط ہے جبکہ تہجد ہلال رمضان کے ساتھ مشروط نہیں، وہ سارا سال پڑھی جاتی ہے۔

### دلیل نمبر 23: (مسجد میں جماعت)

علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں تراویح اور تہجد کے درمیان وقت اور کیفیت کے اعتبار سے فرق تھا۔ التَّوَارِيحُ تَكُونُ بِالْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ بِخِلَافِ التَّهَجُّدِ تراویح مسجد میں جماعت کے ساتھ ہوتی تھی جبکہ تہجد اس طرح نہ تھی وَإِنَّ الشَّرُوعَ فِي التَّوَارِيحِ يَكُونُ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ وَفِي التَّهَجُّدِ فِي آخِرِ اللَّيْلِ تراویح رات کے اول حصہ میں شروع کرتے جبکہ تہجد رات کے آخری حصہ میں پڑھی جاتی (العرف الشذی: ص ۱۶۶)

## دلیل نمبر 24: (تہجد بعد از نوم)

تراویح نماز عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے جبکہ تہجد نیند سے اٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں **وَالْتَهَجْدُ بَعْدَ النَّوْمِ** (تفسیر ابن عباس: ص ۱۸۱) اور تہجد نیند کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

مسجد چینیاں والی کے غیر مقلد خطیب مولوی عبداللہ چکڑالوی نے نماز تراویح کا انکار کیا اس پر انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا ”البيان الفصح لاثبات كراهة التراويح“ موصوف چکڑالوی صاحب نے انکار تراویح کی بنیاد اسی نکتہ پر رکھی کہ تراویح اور تہجد دونوں ایک نماز ہیں، الگ الگ نماز نہیں ہیں۔ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری نے چکڑالوی صاحب کے عقیدے کا پہلے خلاصہ لکھا پھر اس کی تردید کی۔ چنانچہ شیخ الاسلام موصوف نے چکڑالوی کے مذہب کا خلاصہ یہ لکھا ہے کہ پہلے وقت کی نماز تراویح اور پچھلے وقت کی نماز تہجد ایک ہی ہیں دو نہیں یہی تراویح جو اول وقت میں پڑھی جاتی ہے تہجد کی نماز ہے اور کوئی نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس دعویٰ پر دلیل کوئی نہیں بلکہ اس کے خلاف دلیل موجود ہے کیونکہ تہجد کے معنی نیند سے اٹھ کر نماز پڑھنا۔ قاموس میں ہے تہجد استيقظ (تہجد کے معنی ہیں وہ جاگ گیا) حضرت عائشہؓ کی حدیث سے جو اوپر درج ہے یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ اول شب کی نماز اور آخر شب کی نماز ایک ہے (الجمہوریت کا مذہب: ص ۶۹)

## دلیل نمبر 25: (قیام اللیل اور قیام رمضان)

تہجد کا دوسرا نام قیام اللیل ہے اور تراویح کا نام قیام رمضان ہے۔ اور غیر مقلد نواب صدیق حسن خان نے کہا ہے کہ قیام اللیل اور قیام رمضان دو جدا جدا نمازیں ہیں۔ چنانچہ موصوف لکھتے ہیں **وَأَمَّا قِيَامُ اللَّيْلِ فَهُوَ غَيْرُ قِيَامِ رَمَضَانَ** (نزل الابرار بالعلم الماثور من الادعية والاذکار: ص ۳۰۲) قیام اللیل (یعنی تہجد) قیام رمضان (تراویح) کا غیر ہے۔



### ﴿رمضان میں تراویح اور تہجد کا ثبوت﴾

ماہ رمضان میں تراویح پڑھنے کے بعد اخیر رات میں جدا تہجد کا پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ تراویح اور تہجد دو نمازیں جدا جدا ہیں اور اگر یہ دونوں نمازیں ایک ہیں تو پھر تراویح پڑھنے کے ساتھ تہجد بھی پڑھی گئی، دوبارہ اخیر رات میں تہجد پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟

کیونکہ نماز فرض ہو یا سنت ایک وقت میں دو دفعہ نہیں پڑھی جاتی۔ ظہر کے وقت ظہر ایک مرتبہ پڑھی جاتی ہے، دو مرتبہ نہیں پڑھی جاتی۔ نماز اشراق، اشراق کے وقت میں ایک دفعہ پڑھی جاتی ہے دو دفعہ نہیں پڑھی جاتی۔ تراویح کا وقت نماز عشاء کے بعد صبح صادق تک ہے۔ جب رات کو عشاء کے بعد اول وقت میں تراویح پڑھی گئی تو غیر مقلدین کے نظریہ کے مطابق تہجد بھی پڑھی گئی۔ اب رات کے اخیر میں دوبارہ تہجد پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟ معلوم ہوا کہ یہ دو نمازیں جدا جدا ہیں، اسلئے تراویح کے بعد تہجد پڑھنے کے جتنے دلائل پیش ہو گئے وہ سب تراویح و تہجد کے دو علیحدہ علیحدہ نمازیں ہونے کے دلائل ہیں۔

دلیل نمبر:  $\frac{1}{26}$

حدیث عائشہؓ مَا كَانَ يَزِيدُ جَوْجِيحَةَ مَتْنٍ اور ترجمہ سمیت لکھی جا چکی ہے، اس حدیث عائشہؓ میں رمضان المبارک کی تہجد کے متعلق سوال ہے کیونکہ ابو سلمہؓ کو شبہ ہوا کہ شاید رمضان میں نبی کریم ﷺ تہجد کی رکعتیں زیادہ کر دیتے ہو گئے، اس لیے سوال کیا۔ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ آپ ﷺ کی تہجد کی رکعات رمضان اور غیر رمضان میں برابر ہوتی تھیں اور ساتھ ساتھ نماز کی کیفیت بھی بتا دی۔ خود اس حدیث میں چند قرائن ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال و جواب تہجد کے متعلق تھا تراویح کے متعلق نہ تھا (۱) رمضان اور غیر رمضان میں نماز تہجد پڑھی جاتی ہے جبکہ تراویح صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے

(۲) آپ ﷺ چار چار رکعات پڑھتے جبکہ تراویح دو دو رکعات پڑھنا مسنون ہے

(۳) آپ ﷺ وتروں سے پہلے سوجاتے جبکہ تراویح اور وتروں کے درمیان سونا آپ ﷺ سے ثابت نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ ابو سلمہؓ کا سوال رمضان میں نماز تہجد کے متعلق تھا۔ اسی لئے حضرت عائشہؓ نے بھی جواب میں نماز تہجد ہی کا ذکر فرمایا ہے (۴) یہ بھی احادیث مبارکہ میں موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ باقی مہینوں سے ماہ رمضان میں عبادت زیادہ کرتے تھے۔

ایک حدیث میں ہے إِذَا دَخَلَ رَمَضَانَ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ وَكَثُرَتْ صَلَاتُهُ وَابْتَهَلَ فِي الدُّعَاءِ وَأَشْفَقَ مِنْهُ (شعب الایمان للبیہقی: ج ۳ ص ۳۱۰، الترغیب لابن القاسم: ج ۲ ص ۳۶۳، کنز العمال: حدیث نمبر ۱۸۰۶) جب رمضان شروع ہوتا تو نبی کریم ﷺ کا رنگ بدل جاتا، نماز زیادہ ہو جاتی، دعا میں عاجزی بڑھ جاتی اور خوفِ خدا زیادہ ہو جاتا۔ ایک روایت میں ہے إِذَا دَخَلَ رَمَضَانَ شَدَّ مِنْزَرَهُ ثُمَّ لَمْ يَأْتِ فِرَاشَهُ حَتَّى يَنْسَلِخَ (صحیح ابن خزیمہ: ج ۳ ص ۳۲۲، شعب الایمان للبیہقی: ج ۳ ص ۳۱۰، زجاجۃ المصنوع: ج ۱ ص ۳۶۲) جب رمضان مبارک داخل ہوتا تو نبی کریم ﷺ اپنا تہبند مضبوط کر لیتے اور ماہ رمضان گزرنے تک اپنے بستر پر نہ آتے اور جب ماہ مبارک کا آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو آپ ﷺ کی عبادت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ (صحیح مسلم: ج ۱ ص ۳۷۲) نبی کریم ﷺ آخری عشرہ میں (عبادت میں) جتنی کوشش کرتے اتنی دوسرے دنوں میں نہ کرتے۔ ایک اور روایت میں ہے إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِنْزَرَهُ وَأَحْيَى لَيْلَهُ وَأَيَقَطُ أَهْلَهُ (بخاری: ج ۱ ص ۳۷۱، مسلم: ج ۱ ص ۲۷۲) جب آخری عشرہ آتا تو آپ ﷺ اپنا تہبند مضبوط کر لیتے اور ساری رات عبادت کرتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔ ان روایات میں کثرتِ عبادت سے رکعتوں کی تعداد اور کیفیت دونوں کے اعتبار

سے زیادتی مراد ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں آپ ﷺ رمضان میں دوسرے مہینوں کی نسبت زیادہ نماز پڑھتے باعتبار رکعت کے بھی اور باعتبار خشوع کے بھی (فتاویٰ عزیزیہ: ص ۳۵۰) اور غیر مقلد نواب صدیق حسین خان فرماتے ہیں کہ احادیث صحیحہ میں (رمضان کی اضافی) رکعات کی تعیین نہیں آئی البتہ حدیث یَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ سے معلوم ہوتا ہے اِنْ عَدَدَهُ كَانَ كَثِيرًا یعنی رکعات کی تعداد زیادہ ہوتی تھی (الاتقادر الرجیح: ص ۶۱)۔ اگر حضرت عائشہؓ کی گیارہ رکعات والی حدیث کا محمل و مصداق تراویح کو بنایا جائے اور نظریہ بھی یہ ہو کہ تراویح اور تہجد ایک نماز ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی رمضان اور غیر رمضان کی نماز برابر ہوتی تھی یعنی صرف گیارہ رکعات پڑھتے تھے، اس سے زیادہ نہ پڑھتے تھے اور یہ بات کثرت عبادت والی مذکورہ بالا احادیث کے خلاف ہے اس لئے یہ درست نہیں۔ اور اگر حدیث عائشہؓ کا محمل نماز تہجد ہو اور تراویح و تہجد جدا جدا نماز ہوں تو مطلب یہ ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں نماز تہجد گیارہ رکعات پڑھتے تھے مگر رمضان میں تہجد کے علاوہ نماز تراویح کی رکعات کا اضافہ بھی ہو جاتا۔ رمضان میں کثرت عبادت والی احادیث کا تقاضا بھی یہی ہے۔ اس لحاظ سے حدیث عائشہؓ کا محمل نماز تہجد ہے یعنی رسول اللہ ﷺ رمضان میں نماز تراویح کے علاوہ نماز تہجد بھی گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔

دلیل نمبر:  $\frac{2}{27}$

حضرت عائشہؓ کی حدیث بطریق ابوسلمہؒ جو گیارہ رکعات تہجد کے بارے میں ہے اس میں ہے کہ ابوسلمہؒ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا كَيْفَ كَانَتْ صَلَوةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ (رسول اللہ ﷺ کی رمضان میں نماز کیسے ہوتی تھی) اس کی علامہ

بیجوری شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کَيْفَ كَانَتْ صَلَوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ اَحَىٰ فِي كَيْسَالِيهِ وَقَتَّ التَّهَجُّدِ زِيَادَةً عَلٰى مَا صَلَّاهُ بَعْدَ الْعِشَاءِ مِنَ التَّرَاوِيحِ - (المواهب اللدنیہ حاشیہ علی الشماک الملحمہ: ص ۱۳۳) یعنی ابوسلمہ کا مقصد یہ تھا نمازِ عشاء کے بعد جو نماز تراویح پڑھی جاتی ہے اس سے زائد نماز جو تہجد کے وقت میں پڑھی جاتی ہے وہ کیسے تھی؟ جواب میں حضرت عائشہؓ نے تراویح کے علاوہ تہجد کا انکار نہیں کیا، نہ یہ فرمایا کہ آپ ﷺ عشاء کے بعد اول وقت میں جو تراویح پڑھتے تھے وہی آپ ﷺ کی تہجد تھی بلکہ حضرت عائشہؓ نے تہجد کے وقت کی نماز تہجد کی رکعات کی تعداد اور کیفیت بتادی کہ جیسے آپ ﷺ غیر رمضان میں تہجد گیارہ رکعات پڑھتے تھے رمضان میں بھی تہجد گیارہ رکعات ہی پڑھتے تھے، اس کیفیت کے ساتھ کہ چار چار رکعات پڑھتے جو خوبصورت اور طویل ہوتی تھیں، اس کے بعد رمضان اور غیر رمضان میں تین وتر پڑھتے۔

علامہ بیجوری کی صراحت و تحقیق کے مطابق ابوسلمہ کا یہ سوال اور حضرت عائشہ کا جواب تراویح کے متعلق نہ تھا بلکہ تراویح سے زائد نماز جو تہجد کے وقت میں پڑھی جاتی ہے اس کے متعلق ہے اور وہ نماز تہجد ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ماہِ رمضان میں تراویح کے علاوہ تہجد کے وقت میں نماز تہجد بھی پڑھتے تھے۔ اور اگر کبھی تراویح کو ہی اخیر رات تک طول دے دیا تو پھر نصف رات کے بعد والی رکعات میں تراویح کے علاوہ تہجد کی جدانیت کر لیتے ہوں گے، تو دونوں نمازوں کی نیت کی وجہ سے دونوں کی فضیلت و ثواب حاصل ہو جاتا۔

دلیل نمبر:  $\frac{3}{28}$

مالا بدمنہ کے حاشیہ میں ہے کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”وآنچہ مروی شدہ ماکان یزیدنی رمضان ولانی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ مراد ازاں نماز تہجد است رمضان

وغیرہ برابر بود و آں را صلوة اللیل می گفتند اما تراویح غیر آنست کہ در عرف شان بقیام رمضان مسمی بود (مالا بد منہ ص ۸۷ حاشیہ نمبر ۳)

اور جو کچھ حضرت عائشہؓ کی گیارہ رکعات والی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہ پڑھتے تھے، اس سے نماز تہجد مراد ہے کہ وہ رمضان وغیر رمضان میں برابر ہوتی ہے۔ اس کو صلوة اللیل بھی کہا جاتا ہے لیکن نماز تراویح وہ نماز تہجد کا غیر ہے۔ عرف میں اس کو قیام رمضان کا نام دیا جاتا ہے۔

پس شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق حدیث عائشہؓ میں نماز تہجد مراد ہے جو نماز تراویح کے علاوہ ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ نے نماز تراویح کے علاوہ نماز تہجد گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔

دلیل نمبر:  $\frac{4}{29}$

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری: ج ۱ ص ۱۵۴ پر باب قائم کیا ہے باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ۔ دلیل نمبر ۲۵ میں ابھی گزرا ہے ”قیام اللیل“ نماز تہجد کا نام ہے۔ اس باب میں امام بخاری نے رمضان اور غیر رمضان میں قیام اللیل کا عنوان قائم کر کے اشارہ کیا ہے کہ رمضان میں تراویح کے علاوہ تہجد بھی پڑھی جائے۔ نیز امام بخاری نے حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کو تہجد کے باب میں لاکر اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث کا تعلق نماز تہجد کے ساتھ ہے پھر قیام رمضان کے باب میں دوبارہ لاکر اشارہ کیا ہے کہ رمضان میں صرف تراویح پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ تراویح اور تہجد دونوں نمازیں پڑھی جائیں تاکہ دونوں کی فضیلت اور دونوں کا ثواب حاصل کیا جائے۔ نیز امام محمد رحمہ اللہ نے بھی حضرت عائشہؓ کی مذکورہ بالا حدیث کو قیام رمضان کے باب میں ذکر کر کے اس طرف متوجہ کیا ہے کہ رمضان میں تراویح کے علاوہ تہجد بھی پڑھی جائے لیکن قادیانیوں اور غیر

مقلدین نے ”تراویح اور تہجد ایک نماز“ کا نظریہ ایجاد کر کے کتنے مسلمانوں کو رمضان المبارک جیسے عظیم مہینہ میں تہجد جیسی عظیم عبادت سے محروم کر دیا ہے۔

دلیل نمبر:  $\frac{5}{30}$

اس دلیل کی وضاحت سے پہلے حضور ﷺ کی ۱۳ رکعات تہجد کی روایات ملاحظہ

فرمائیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُعْنَى بِاللَّيْلِ (بخاری: ج ۱ ص ۱۵۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نماز تہجد ۱۳ رکعات تھی۔ بخاری میں یہ روایت مختصر ہے لیکن محدث محمد بن نھر مروزی نے اس حدیث کو تفصیلاً نقل کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میرے باپ حضرت عباسؓ نے مجھے نماز عشاء کے بعد اپنے ایک کام کیلئے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔ جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے مجھے کہا اُنّی بئس بئس عندنا ہذہ اللیلۃ اے پیارے بیٹے یہ رات ہمارے پاس گزارو۔ اور اُس رات رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہؓ کے گھر میں تھے۔ چنانچہ میں نے یہ رات رسول اللہ ﷺ اور اپنی خالہ میمونہؓ کے ہاں گزاری۔ حضور ﷺ اور حضرت میمونہؓ تو اپنے تکیہ پر سو گئے جو کعبہ کی چھال سے بھرا ہوا تھا اور میں اُن کے سر کی جانب تکیہ کے پاس عرضاً سو گیا۔ رسول اللہ ﷺ رات کو اُٹھے تو آسمان کی طرف نگاہ اُٹھائی پھر یہ آیات تلاوت فرمائیں۔ اِنّ فِی خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ سے پانچ آیات تک۔ پھر آپ لیٹ گئے۔ کچھ دیر لیٹنے کے بعد دوبارہ اُٹھے اور آسمان کی طرف نگاہ کر کے یہی آیات تلاوت فرمائیں۔ پھر اپنے لٹکائے ہوئے مشکیزہ سے برتن میں پانی لیا اور کامل طریقہ سے وضو کیا۔ پھر اپنی حضور صمیٰ چادر اوڑھی، چادر اوڑھ کر کمرے میں داخل ہوئے اور کھڑے

ہو کر نماز شروع کر دی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی اٹھا مشکیزے سے پانی لیا اور جیسے میں نے آپ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا اسی طرح وضو کیا پھر میں بھی کمرے میں گیا اور حضور ﷺ کی باتیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سے گھما کر اپنی دائیں طرف کھڑا کیا، آپ ﷺ نے مجھے مانوس کرنے کیلئے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرے دائیں کان کو موڑا پھر اس کو مسلا۔

ثُمَّ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ اللَّيْلِ  
پھر رسول اللہ ﷺ نے ۱۳ رکعات نماز پڑھی (مختصر قیام اللیل للامام: ص ۸۲، ۸۳)

### فائدہ نمبر 1:

(۱) مذکورہ بالا حدیث میں ۱۳ رکعات نماز تہجد اور وتروں کا جو ذکر ہے وہ ماہ رمضان کے علاوہ ہے کیونکہ ماہ رمضان میں تو نبی کریم ﷺ بستر کے ساتھ کمر نہ لگاتے تھے جب کہ اس حدیث میں بیوی کے ساتھ ایک ہی تکیہ پر سونے کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ رمضان کے علاوہ نماز تہجد پڑھنے کا بیان ہے۔

(۲) ..... عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ لَا رَمَقَنَّ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَةَ أَوْ فُسْطَاطَهُ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهَمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ أَوْتَرَ فَذَلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً (مختصر قیام اللیل: ص ۸۳)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں ضرور نبی کریم ﷺ کی نماز تہجد دیکھو گا۔ سو میں نے آپ ﷺ کی چوکھٹ یا آپ ﷺ

کے خیمہ کو تکبہ بنا لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں بہت طویل پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان دو رکعت سے ہلکی تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان دو رکعت سے ہلکی تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان دو رکعت سے ہلکی تھیں، پھر دو رکعت سے ہلکی تھیں، (ان کے ساتھ ایک رکعت اور ملا کر) ان کو وتر بنایا۔ پس یہ تیرہ (۱۳) رکعات ہو گئیں۔

### فائدہ نمبر 2:

ثم اوتر کا یہ مطلب کہ آخری دو رکعت کے ساتھ ایک رکعت ملا کر ان کو وتر بنانا اس کی دوسری حدیث میں صراحت موجود ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللَّيْلُ مَشْنِي مَشْنِي فَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنْصَرِفَ فَارْكَعْ رُكْعَةً تُؤْتِرُكَ لَكَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ قَالَ الْقَاسِمُ وَرَأَيْنَا أَنَا سَامًا مِنْذُ أَدْرَكْنَا يُؤْتِرُونَ بِثَلَاثٍ (بخاری: ج ۱ ص ۱۳۵)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز تہجد دو دو رکعت ہے، پھر جب نماز سے لوٹنے کا ارادہ ہو تو آخری دو رکعت کے ساتھ ایک رکعت ملا لے یہ ایک رکعت ان دو رکعتوں کو وتر بنا دے گی (مدینہ منورہ کے فقیہ) قاسم کہتے ہیں کہ ہم جب سے عقل و شعور کو پہنچے ہیں صحابہ کرامؓ کو دیکھ رہے ہیں کہ وہ تین وتر پڑھتے ہیں۔

### فائدہ نمبر 3:

یہ ایک رکعت پہلی دو رکعت کے ساتھ اس طرح ملائے کہ دو رکعت کے بعد سلام نہ پھیرے اور بغیر سلام پھیرے تیسری رکعت ان کے ساتھ ملائے۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت میں دو رکعت کے بعد سلام نہ پھیرنے کی صراحت ہے۔ ملاحظہ کیجئے





رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَابِرُ إِلَى جَنِّهِ فَصَلَّى الْعَتَمَةَ ثُمَّ صَلَّى  
ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَجْدَةً (مختصر قیام اللیل: ص ۸۴)

شرحیل بن سعد نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے سنا انہوں نے بتایا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ سے واپس ہوئے اور سقیابستی میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر تیرہ رکعت نماز تہجد پڑھی۔ اُس وقت جابر بن عبد اللہؓ بالکل آپ ﷺ کے قریب تھے۔

☆ ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ غیر رمضان میں تہجد تیرہ رکعت پڑھا کرتے تھے۔

اگر غیر مقلدین کے یہ نظریات کہ

1۔ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کی راتوں میں صرف اور صرف گیارہ رکعت پڑھتے تھے اس سے زیادہ رکعات نہ پڑھتے تھے۔

2۔ تراویح اور تہجد ایک نماز ہے، دو الگ الگ نمازیں نہیں ہیں۔

3۔ اور رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں تراویح سے جدا نماز تہجد نہیں پڑھتے تھے۔  
کو درست تسلیم کر لیں تو اس سے دو خرابیاں لازم آتی ہیں۔

1۔ رسول اللہ ﷺ کی رمضان المبارک کی عبادت غیر رمضان سے کم ہو کہ غیر رمضان میں تو آپ ﷺ نماز تہجد تیرہ رکعت تک پڑھتے تھے لیکن رمضان المبارک میں فقط گیارہ رکعت پڑھتے تھے اس سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔

2۔ اس صورت میں رسول اللہ ﷺ کا رمضان میں فقط گیارہ رکعت والا عمل آپ ﷺ کی رمضان المبارک میں کثرت عبادت والی احادیث کے خلاف و متضاد ہو جاتا ہے اور گیارہ رکعت والی حدیث عائشہؓ اور رمضان میں کثرت عبادت والی حدیثوں میں تضاد بھی پیدا ہو جاتا

ہے۔ اسلئے غیر مقلدین کے یہ نظریات غلط اور بے دلیل ہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اس حدیث عائشہؓ میں نماز تہجد کا ذکر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں تراویح کے علاوہ نماز تہجد کی فقط گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور آپ ﷺ کا یہ عمل رمضان المبارک میں کثرت عبادت والی احادیث کے بھی موافق ہے اور حدیثوں میں تضاد بھی لازم نہیں آتا۔ دونوں نظریات قارئین کے سامنے ہیں۔ ایک خود رسول اللہ ﷺ کے عمل کو ان کی اپنی حدیثوں سے نکلانے اور آپ ﷺ کی حدیثوں میں تضاد پیدا کرنے والا، دوسرا آپ ﷺ کے عمل اور آپ ﷺ کی حدیثوں کے درمیان موافقت پیدا کرنے والا۔ ظاہر ہے جس نظریہ سے آپ ﷺ کے عمل و حدیث میں نیز آپ ﷺ کی احادیث میں تعارض و تضاد لازم آتا ہے وہ صحیح نہیں ہو سکتا۔ صحیح نظریہ وہی ہوگا جس کے مطابق آپ ﷺ کے عمل و حدیث میں اور مختلف احادیث میں موافقت پیدا ہو جائے۔ سو اس سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ رمضان میں تراویح کے علاوہ گیارہ رکعت نماز تہجد پڑھتے تھے جس کے انداز مختلف تھے، اس کی تفصیل آگے آرہی ہے اور اگر کسی کو رمضان المبارک میں تراویح سے جدا نماز تہجد پڑھنے کے ثبوت کا علم نہ ہو تو اس کے عدم علم سے عدم لازم نہیں آتا، ہمہ دانی کا کون دعویٰ کر سکتا ہے۔

دلیل نمبر:  $\frac{6}{31}$

رسول اللہ ﷺ کا مبارک طریقہ یہ تھا کہ آپ ﷺ جو عمل بھی کرتے اس پر دوام کرتے یعنی اس کی پابندی کرتے، اس کو لگاتار کرتے۔ آپ ﷺ نے امت کو بھی اسی چیز کی ترغیب دی ہے۔ وقتی جوش کے ساتھ کثیر عمل کے مقابلہ میں قلیل عمل جس پر ہمیشگی ہو وہ شرعاً، عقلاً و عرفاً زیادہ بہتر ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِئَلَ أَى الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ قَالَ أَدْوَمُهُ وَإِنْ قَلَّ (صحیح)

مسلم: (ج ۱ ص ۲۶۶) رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا کوئی نماز عمل اللہ کو زیادہ پسند ہے؟ فرمایا وہ عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے جس پر دوام ہو اگرچہ وہ عمل تھوڑا ہو۔

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ قَالَتْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كَيْفَ كَانَ عَمَلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ يَخْصُ شَيْئًا مِنَ الْأَيَّامِ قَالَتْ لَا إِكَّانَ عَمَلُهُ دِيمَةً (صحیح مسلم: ج ۱ ص ۲۶۶)

علقمہ تابعی کہتے ہیں میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا عمل کیسے ہوتا تھا کیا آپ ﷺ ایسا عمل بھی کرتے تھے جس پر دوام نہ کرتے ہوں؟ ام المؤمنین نے فرمایا! کہ آپ ﷺ اپنے عمل پر دوام فرماتے تھے۔

نیز حضرت عائشہ سے روایت ہے إِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَيَّ اللَّهُ مَا دَوَّوْمَ عَلَيْهِ وَإِنَّ قَلَّ وَكَانَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَمِلُوا عَمَلًا أَنْبَسُوهُ (مسلم: ج ۱ ص ۲۶۶) بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ ہے جس پر دوام کیا جائے اگرچہ وہ عمل قلیل ہو اور آل محمد ﷺ کا طریقہ بھی یہی تھا کہ وہ جب کوئی عمل شروع کرتے تو اس کو ثابت رکھتے۔

عَنْ عَائِشَةَ ۞ مَرْفُوعًا إِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَيَّ اللَّهُ مَا دَامَ وَإِنْ أَقَلَّ (بخاری: ج ۲ ص ۸۷۱) اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ وہ تھوڑا ہو۔ اس نوع کی دیگر احادیث نَحْبُ الْأَفْكَارُ شرح معانی الآثار: ج ۳ ص ۳۲۰، ۳۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔ جب نبی پاک ﷺ کا اصول تھا کہ آپ ﷺ جو عمل کرتے اس پر دوام کرتے۔ آپ ﷺ کا دائمی عمل یہ تھا کہ آپ ﷺ نصف رات کے بعد ہمیشہ نماز تہجد پڑھتے تھے۔ غیر مقلدین کا یہ نظریہ کہ آپ ﷺ رمضان المبارک جیسے مقدس مہینہ میں نصف رات کے بعد تہجد نہیں پڑھتے تھے بلکہ رات کے اول حصہ میں آپ ﷺ جو تراویح پڑھتے وہی آپ

کی نماز تہجد ہوتی تھی، یہ احادیث دوام کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ لہذا احادیث دوام کا تقاضا ہے کہ نماز تراویح کے ساتھ ساتھ تہجد کا معمول بھی چلتا رہے۔

$\frac{7}{32}$

دلیل نمبر:

صحیح مسلم: ج ۱ ص ۳۵۲، مختصر قیام رمضان: ص ۱۵۴ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں نماز پڑھ رہے تھے، میں آپ ﷺ کی ایک جانب کھڑا ہو گیا پھر ایک آدمی شامل ہو گیا، اس طرح متعدد آدمی آئے حتیٰ کہ ایک جماعت بن گئی۔ جب نبی پاک ﷺ کو احساس ہوا کہ ہم آپ ﷺ کے پیچھے ہیں تو آپ ﷺ نے (نماز طویل پڑھنے کی بجائے) نماز کو مختصر کیا اور اپنے گھر میں داخل ہو گئے ثُمَّ صَلَّى صَلَوةً لَمْ يُصَلِّهَا عِنْدَنَا یعنی گھر میں داخل ہو کر وہ نماز پڑھی جو ہمارے پاس نہ پڑھی تھی۔ تراویح تو آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ ادا کر لی تھی اس لئے گھر میں جا کر جو نماز پڑھی ظاہر یہ ہے کہ وہ تہجد تھی۔ اس اختصار کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ..... فَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيَطْوِلْ مَا شَاءَ (ترمذی: ص ۵۵ باب ماجاء اذا احمك الناس... الخ (ابوداؤد: ج ۱ ص ۱۱۶) جب تم میں سے کوئی لوگوں کو امامت کرائے تو وہ نماز ہلکی پڑھائے..... اور جب اکیلا نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کرے۔ مذکورہ بالا حدیث انسؓ میں ناراض ہو کر نماز کو درمیان میں چھوڑ کر گھر میں داخل ہو جانا مراد نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو باجماعت تراویح پڑھتے دیکھ کر تعریف و تصویب فرمائی۔ فرمایا أَحْسَنُوا وَأَصَابُوا انہوں نے اچھا کیا اور درست کیا..... اور خوفِ فرضیت کی وجہ سے بھی درمیان میں چھوڑنا مراد نہیں کیونکہ جب آپ ﷺ کو خوفِ فرضیت ہوا تو آپ ﷺ نے سرے سے باہر آ کر نماز باجماعت پڑھائی ہی نہیں۔

دلیل نمبر :  $\frac{8}{33}$

ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت ابو ذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو تین راتیں نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھائی۔ پہلی رات میں تہائی رات تک، دوسری رات میں نصف رات تک اور تیسری رات سحری تک، حتیٰ کہ سحری کے فوت ہونے کا خوف ہونے لگا۔ غیر مقلدین کا دعویٰ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے تینوں رات آٹھ رکعات پڑھائی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ نے پہلی اور دوسری رات میں تراویح پڑھانے کے بعد رات کے باقی حصہ میں کیا کیا؟ یقیناً آپ ﷺ نے رات کا باقی حصہ سو کر نہیں گزارا ہوگا کہ آخری عشرہ کی راتوں میں خصوصاً طاق راتوں میں تو آپ ﷺ عبادت کا زیادہ اہتمام کرتے تھے حتیٰ کہ دوسروں کو بھی جگاتے۔ لہذا آپ ﷺ نے رات کے اس باقی حصہ میں نماز تہجد پڑھی ہوگی۔ پس تراویح کے بعد تہجد کا الگ پڑھنا دونوں نمازوں کے الگ الگ ہونے کی دلیل ہے..... اور تیسری رات میں نصف رات کے بعد والی رکعتوں میں ظاہر یہ ہے کہ آپ ﷺ نے تراویح اور تہجد دونوں کا ثواب حاصل کرنے کیلئے دونوں نمازوں کی الگ الگ نیت کی ہوگی حصول ثواب کیلئے دونوں کی الگ الگ نیت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ دو نمازیں الگ الگ ہیں ایک نہیں ورنہ ہر ایک کیلئے الگ الگ نیت کی ضرورت نہیں رہتی۔ جیسا کہ کوئی آدمی مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت نفل پڑھے اور ان میں تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضوء کی نیت کرے یا آدمی رات کے بعد خسوفِ قمر کی نماز پڑھی اور اس میں تہجد کی نیت بھی کرے یا چاشت کے وقت میں کسوفِ شمس کی نماز پڑھی جائے اور اس میں نماز چاشت کی نیت کر لی جائے تو دونوں نمازوں کی الگ الگ نیت کرنے کی وجہ سے پہلی صورت میں تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضوء کا، دوسری صورت میں نماز خسوف اور نماز تہجد کا اور تیسری صورت میں نماز

کسوف اور نماز چاشت کا ثواب مل جائے گا۔ اور اگر دوسری نماز کی نیت نہ کی جائے تو صرف تحیۃ المسجد، نماز خسوف اور نماز کسوف کا ثواب ہوگا، دوسری نماز کا ثواب نہ ہوگا۔ پس دونوں نمازوں کے حصول ثواب کیلئے دونوں نمازوں کی بیک وقت مستقلاً جدا جدا نیت کی حاجت و ضرورت ان کے دو الگ الگ نمازیں ہونے کی دلیل ہے، ایک نماز ہونے کی دلیل نہیں۔ سو جیسے دو رکعتوں میں دو نمازوں کی الگ الگ نیت کرنے سے دونوں نمازوں کا ثواب حاصل ہونا تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضوء کو ایک نماز نہیں بناتا..... نماز خسوف اور نماز تہجد کو ایک نہیں بناتا..... نماز کسوف اور نماز چاشت کو ایک نہیں بناتا بلکہ ان کو دو الگ الگ نمازیں ظاہر کرتا ہے..... ایسے ہی نصف رات کے بعد والی رکعات تراویح میں نماز تہجد اور نماز تراویح کی نیت کرنا اور دونوں نمازوں کی الگ الگ نیت کرنے پر دونوں نمازوں کا ثواب ملنا ان کو ایک نماز نہیں بناتا بلکہ دو نمازیں ظاہر کرتا ہے ورنہ دونوں نمازوں کے ثواب کیلئے الگ الگ نیت کی ضرورت نہ ہوتی اور دلیل نمبر ۲۹/۳ میں مذکور احادیث دوام کا تقاضہ یہی ہے کہ آپ ﷺ نے نصف رات کے بعد والی رکعات تراویح میں تہجد کی نیت ضرور کی ہوگی اور تہجد کی برکات و ثواب بھی ضرور حاصل کیا ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ نبی پاک ﷺ تراویح و تہجد دونوں کا ثواب و برکات حاصل کرنے کیلئے تراویح کے بعد یا تہجد پڑھتے ہو گئے یا نصف رات کے بعد والی رکعات تراویح میں تہجد کی نیت کر لیتے ہو گئے۔ اسی لئے علامہ انور شاہ کشمیری العرف الشذی میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے تراویح و تہجد کا علیحدہ علیحدہ پڑھنا ثابت نہیں بلکہ آپ ﷺ تراویح کو لمبا کرتے، سو نصف رات کے بعد والی رکعات میں تراویح اور تہجد دونوں کی نیت کرنے کی وجہ سے دونوں نمازوں کے قائم مقام ہو جاتیں اور مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں کہ کسی نماز کا دوسری نماز کے قائم مقام ثواب میں ہو جانے سے ان دونوں کا ایک ہونا لازم نہیں آتا۔ دیکھو جمعہ، ظہر کے قائم مقام ہے مگر دونوں ایک نہیں۔ جمعہ کے واسطے کئی ایک شرائط ہیں جو ظہر

کیلئے نہیں (المحدیث کا مذہب: ص ۹۶، ۹۷)۔ فتاویٰ علمائے حدیث میں ہے اگر تراویح پہلے وقت میں پڑھے تو صرف تراویح ہے، پچھلے وقت میں پڑھے تو تہجد کے قاسم مقام ہوتی ہے (بشرطیکہ تہجد کی جدانیت کرے) پھر اس ایک رات کی وجہ سے پورے ماہ رمضان کی تہجد کا انکار کیسے درست ہے جبکہ نبی پاک ﷺ نے اس سے پہلے والی دوراتوں میں تراویح پڑھانے کے بعد رات کے باقی حصہ میں یقیناً تہجد پڑھی ہوگی۔ سو کرات نہیں گزاری ہوگی کیونکہ آپ ﷺ تو رمضان کی پہلی بیس راتوں میں کمر بستر کے ساتھ نہیں لگاتے تھے۔ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں کیسے نیند کی ہوگی؟

دلیل نمبر:  $\frac{9}{34}$

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو تراویح کا امام مقرر کیا تو وہ رات کے اول حصہ میں عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کے علاوہ تہجد کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا وَاللَّيْلِي تَسَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ اللَّيْلِي تَقْوَمُونَ یعنی وہ نماز جس سے تم سو جاتے ہو (یعنی تہجد) وہ اس نماز سے افضل ہے جس کو تم قائم کر رہے ہو (یعنی تراویح)۔ تراویح کے بعد تہجد پڑھنے کی ترغیب تراویح و تہجد کی مغایرت کی دلیل ہے۔ اس کی تائید الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی اس تحقیق سے ہوتی ہے۔ شیخ جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تراویح کے بعد تہجد کے بارے میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ تراویح کے بعد کچھ نیند کر کے پھر اٹھ کر تہجد پڑھی جائے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ تراویح کے بعد بغیر نیند کے بلا کراہت تہجد جائز ہے۔ شیخ جیلانی کے الفاظ یہ ہیں۔ وَالرَّوَايَةُ الثَّانِيَّةُ أَنَّ ذَلِكَ جَائِزٌ غَيْرٌ مَكْرُوهٌ لِكِنَّهُ يُؤَخِّرُهُ لِمَارُوِي عَنْ عُمَرَ قَالَ تَدْعُونَ أَفْضَلَ اللَّيْلِ آخِرَهُ السَّاعَةَ الَّتِي تَسَامُونَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ السَّاعَةِ الَّتِي تَقْوَمُونَ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ طریقہ یعنی تراویح کے بعد بغیر سوائے تہجد پڑھنا بلا



کراہت جائز ہے کیونکہ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے صحابہ کرامؓ کو کہا کہ تم رات کے اخیر والی گھڑی کی فضیلت کو چھوڑ دیتے ہو حالانکہ وہ ساعت جس میں تم سو جاتے ہو (یعنی رات کا آخری حصہ جس میں نماز تہجد پڑھی جاتی ہے) اُس ساعت سے مجھے زیادہ محبوب ہے جس میں تم قیام کرتے ہو (یعنی رات کا اول حصہ جس میں تراویح پڑھتے ہو)۔

اس میں شیخ عبدالقادر جیلانی نے تراویح کے بعد بغیر سوائے نماز تہجد کے بلا کراہت جائز ہونے پر استدلال کیا ہے، لہذا شیخ عبدالقادر جیلانی کے نزدیک حضرت عمرؓ کے اس فرمان کا محمل یہ ہے کہ وہ اپنے اس فرمان میں تراویح کے بعد تہجد کی ترغیب دیتے ہیں (غنیۃ الطالبین طبع بیروت: ص ۲۶۹، طبع مصر: ج ۲ ص ۱۷) غیر مقلدین کے نزدیک غنیۃ الطالبین بڑی معتبر کتاب ہے، انہوں نے مکتبہ سعودیہ کراچی سے عربی متن کو اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اور ان کے بعض علماء نے اس کا اردو مخلص بھی شائع کیا ہے۔ نیز المدخل لابن الحاج: ص ۲۹۹ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ابن الحاج حضرت عمرؓ کے مذکورہ قول کے بارے میں لکھتے ہیں وَمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَاتِمًا هُوَ مَحْمُولٌ عَلَيَّ غَيْرِهِمْ لَا عَلَيْهِمْ إِذْ أَنَّهُمْ جَمَعُوا بَيْنَ الْفَضِيلَتَيْنِ مِنْ قِيَامِ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَآخِرِهِ حضرت عمر بن خطابؓ کے فرمان کا محمل صحابہ کرامؓ نہیں بلکہ دوسرے لوگ ہیں کیونکہ صحابہ کرامؓ تو دونوں فضیلتوں کو جمع کرتے تھے یعنی رات کے اول حصہ میں تراویح اور آخری حصہ میں تہجد۔

عام ازیں کہ وہ تراویح کے بعد مستقلاً تہجد پڑھتے ہوں یا نصف رات کے بعد والی رکعات میں تہجد کی نیت کر لیتے ہوں۔ اس کی تفصیل دلیل نمبر ۶/۳۱ کے اندر گزر چکی ہے۔

علامہ حمد بن عبداللہ الحمد لکھتے ہیں وَكَعَلَّ هَذَا يُحْمَلُ لِلْجَمْعِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الرِّوَايَةِ الْمُتَقَدِّمَةِ عَلَى حَدُوثِ ذَلِكَ فِي الْعَشْرِ الْوَاخِرِ وَأَنَّهُمْ لَا يَنْصَرِفُونَ إِلَّا عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ بِخِلَافِ صَلَوَاتِهِمْ قَبْلَ ذَلِكَ فَإِنَّهُمْ يَتَرَكُونَ قِيَامَ آخِرِهِ كَمَا فِي

قَوْلِ عُمَرَ وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا خَيْرٌ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ۔

(شرح زاد المستقنع للحمد: ج ۷ ص ۲۴)

یعنی حضرت سائب بن یزید کی بیس اور گیارہ رکعات والی دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ رمضان کے آخری عشرہ میں بیس تراویح کے بعد گیارہ رکعات تہجد پڑھتے تھے اور طلوع فجر کے قریب نماز سے فارغ ہوتے جبکہ پہلے دو عشروں میں تراویح کے بعد رات کے اخیر میں تہجد چھوڑ دیتے تھے جیسا کہ حضرت عمرؓ کا فرمان ہے کہ وہ نماز جس سے تم سو جاتے ہو (یعنی نماز تہجد) وہ اُس نماز سے افضل ہے جس کے ساتھ تم قیام کرتے ہو (یعنی نماز تراویح) اور شرح زاد المستقنع للشیخ الطیبی: ج ۵ ص ۱۰ پر ہے فَقِيَامُ التَّهَجُّدِ اَفْضَلُ مِنْ قِيَامِ التَّرَاوِيحِ ”تہجد کا قیام تراویح کے قیام سے افضل ہے“، افضل اور مفضول دونوں ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟

دلیل نمبر:

عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ قَالَ زَارَنَا طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ فِي يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ وَأَمْسَى عِنْدَنَا وَأَفْطَرْتُمْ قَامَ بِنَاتِلِكَ اللَّيْلَةَ وَأَوْتَرَ بِنَاتِلِمْ أَنْحَدَرَ إِلَى مَسْجِدِهِ فَصَلَّى بِأَصْحَابِهِ حَتَّى إِذَا بَقِيَ الْوُتْرُ قَدَّمَ رَجُلًا فَقَالَ أَوْتَرَ بِأَصْحَابِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا وُتْرَانَ فِي لَيْلَةٍ۔

(ابوداؤد: ج ۱ ص ۲۰۳ باب فی نقص الوتر، نسائی: ج ۱ ص ۱۱۹)

ایک روز حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ رمضان شریف میں اپنے بیٹے قیس بن طلق کے گھر تشریف لائے۔ روزہ افطار کیا اور رات کو ہمیں تراویح اور وتر پڑھا کر اپنی مسجد میں گئے اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی حتیٰ کہ جب وتر باقی رہ گئے تو ایک آدمی کو آگے کر دیا اور فرمایا کہ اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھاؤ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ایک رات میں دو

دفعہ وتر پڑھنے جائز نہیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے پہلی نماز جو وتر سمیت پڑھائی وہ تراویح تھی کہ رات کے اول حصہ میں تراویح پڑھی جاتی ہے اور دوسری نماز جو آپ نے اپنی مسجد میں جا کر پڑھائی وہ تہجد تھی۔ اگر تراویح اور تہجد ایک نماز ہے تو تراویح کے بعد تہجد پڑھنے کا کیا مطلب؟

دلیل نمبر:  $\frac{11}{36}$

أَلَا تَرَى إِلَى مَا حَاكَاهُ مَالِكٌ فِي مَوْطَأِهِ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا انْصَرَفُوا مِنْ صَلَاةِ التَّرَاوِيحِ اسْتَعَجَلُوا بِالْخَدَمِ بِالطَّعَامِ مَخَافَةَ الْفَجْرِ وَكَانُوا يَعْتَمِدُونَ عَلَى الْعِصِيِّ مِنْ طَوْلِ الْقِيَامِ فَقَدْ حَادَّوْا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ الْفَضِيلَتَيْنِ مَعَ قِيَامِ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَآخِرِهِ فَعَلَى مَوَالِهِمْ فَا نَسِجَ إِنْ كُنْتَ مُتَبِعًا إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعٌ وَهُمْ سَادَتَنَا وَقَدُّوْنَا إِلَى رَبِّنَا فَيَسْبِغِي لَنَا الْإِتْبَاعَ لَهُمْ وَالْإِفْتِقَاءَ لِآثَارِهِمْ الْمُبَارَكَةِ لَعَلَّ بَرَكَةَ ذَلِكَ تَعُوذُ عَلَيَّ الْمُنْتَبِعِ لَهُمْ... الخ

(کتاب المدخل: ج ۲ ص ۲۹۹)

علامہ محمد عبدری مالکی عرف ابن الحاج فرماتے ہیں کہ موطا امام مالک میں ہے جب صحابہ کرامؓ نماز تراویح سے فارغ ہو کر اپنے گھروں کی طرف لوٹتے تو صبح ہو جانے کے خوف سے اپنے خادموں کو جلدی کھانا لانے کا حکم کرتے اور طول قیام کی وجہ سے اپنی لٹھیوں کا سہارا لیتے۔ اس طرح صحابہ کرامؓ کورات کے اول اور آخری حصہ میں قیام کی وجہ سے (تراویح اور تہجد) دونوں کی فضیلت حاصل ہو جاتی تھی۔ اگر تو تا بعداری کرنا چاہتا ہے تو ان کی تا بعداری کر کیونکہ محبت جس کے ساتھ محبت رکھتا ہو اس کی تابع داری بھی کرتا ہے کہ محبوب کی تا بعداری نہ کرنا شیوہ محبت کے خلاف ہے۔ حضرات صحابہ کرامؓ ہمارے سردار اور پیشوا ہیں اور محبت اپنے محبوب کا مطیع اور مرضی شناس ہوتا ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے

کہ اُن کے آثار مبارکہ کی پیروی کریں اگرچہ عہد حاضر میں عام طور پر یہ مشکل نظر آتا ہے کہ مساجد میں عامۃ الناس کے ساتھ رات بھر نماز پڑھی جاسکے تاہم کوشش کرنی چاہیے کہ صحابہ کرامؓ کی اس سنت کو عملی جامہ پہنائیں، جس کی صورت یہ ہے کہ مسجد میں تو لوگوں کے ساتھ اسی قدر قیام کر لیں جس قدر میسر ہو۔ اس کے بعد گھر پہنچ کر ساری رات نماز میں کھڑے رہیں اور بہتر یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نماز و تمام نقلی نمازوں (یعنی تہجد وغیرہ) کے بعد پڑھی جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ اور دوسرے تمام صحابہ کرامؓ تراویح کے بعد نماز تہجد پڑھتے تھے۔ اس طرح وہ دونوں قیاموں (قیام اللیل اور قیام رمضان) کی فضیلت حاصل کرتے تھے، رات کے اول حصہ میں قیام بصورت تراویح اور آخری حصہ میں قیام بصورت تہجد ہوتا تھا۔ خواہ مستقلاً خواہ نیہ۔

دلیل نمبر:  $\frac{12}{37}$

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں نَعَمْ ثَبَتَ عَنْ بَعْضِ التَّابِعِينَ الْجَمْعُ بَيْنَ التَّرَاوِيحِ وَالتَّهَجُّدِ فِي رَمَضَانَ۔ (العرف الشذی: ص ۱۶۶)

جی ہاں بعض تابعین سے ثابت ہے کہ وہ رمضان میں تراویح و تہجد دونوں پڑھتے تھے۔

دلیل نمبر:  $\frac{13}{38}$

قَالَ الْحَسَنُ مَنِ اسْتَعَاذَ أَنْ يُصَلِّيَ مَعَ الْإِمَامِ ثُمَّ يُصَلِّيَ إِذَا رَوَّحَ الْإِمَامُ بِمَا مَعَهُ مِنَ الْقُرْآنِ فَذَلِكَ أَفْضَلُ وَالْأَفْضَلُ وَحْدَهُ إِنْ كَانَ مَعَهُ قُرْآنٌ حَتَّى لَا يَنْسِيَ مَا مَعَهُ (قیام رمضان للمروزی: ص ۱۶۶)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو آدمی ہمت رکھتا ہے وہ امام کے ساتھ تراویح پڑھے پھر ترویج کے وقفہ میں وہ آدمی خود بھی نماز میں قرآن پڑھے یہ افضل ہے ورنہ کیلا نماز میں قرآن پڑھے تاکہ اس کو قرآن بھول نہ جائے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے قیام

رمضان کے حاشیہ میں مولانا عبدالنواب ملتانی لکھتے ہیں جس آدمی کو قرآن مجید یاد ہے اس کو چاہیے کہ وہ مسجد میں امام کے پیچھے نماز پڑھے **ثُمَّ لِيُصَلِّ لِنَفْسِهِ بَيْنَ كُلِّ تَرْوِيحَتَيْنِ بِمَا مَعَهُ مِنَ الْقُرْآنِ وَإِنْ لَمْ يُمْكِنْهُ ذَلِكَ بِوَجْهِ مِنَ الْوُجُوهِ فَلْيُصَلِّ فِي بَيْتِهِ بِمَا مَعَهُ مِنَ الْقُرْآنِ فَإِنَّ الَّذِي يَعْبَى الْقُرْآنَ وَلَا يَتَعَهَّدُهُ يُخَافُ عَلَيْهِ النَّسِيَانُ وَنَسِيَانُ الْقُرْآنِ بَعْدَ الْوُعُوبِ ذَنْبٌ لَيْسَ اعْظَمَ مِنْهُ كَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ**۔ پھر جو کچھ قرآن اس کو یاد ہے اس کے ساتھ ہر دو ترویحوں کے درمیان خود بھی پڑھے اور اگر کسی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو تو اپنے گھر میں جا کر نماز میں قرآن پڑھے کیونکہ جس آدمی کو قرآن یاد ہو اور وہ اس کو یاد رکھنے کی کوشش نہیں کرتا اس پر قرآن مجید بھولنے کا خطرہ ہے اور یاد کرنے کے بعد قرآن مجید کو بھلا دینا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ تراویح کے بعد گھر میں جا کر جو نماز پڑھے گا وہ نماز تہجد ہے جس کی حضرت حسن بصری اور مولانا عبدالنواب صاحب تاکید و تلقین کر رہے ہیں۔

دلیل نمبر:  $\frac{14}{39}$

امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب قیام رمضان کے صفحہ ۷۷ پر باب قائم کیا ہے **بَابُ التَّعْقِيبِ وَهُوَ رُجُوعُ النَّاسِ إِلَى الْمَسْجِدِ بَعْدَ انْصِرَافِهِمْ عَنْهُ** یعنی مسجد میں تراویح پڑھ کر گھر میں لوٹ آنا اور پھر دوبارہ مسجد میں جا کر نماز تہجد پڑھنا۔ اس کو تعقیب کہا جاتا ہے۔ محدث مروزی نے تابعین سے کراہت اور عدم کراہت کے دونوں قول نقل کئے ہیں لیکن تراویح کے بعد گھر میں تہجد پڑھنے کے جواز پر اتفاق ہے اور اس میں کراہت بھی نہیں۔ چنانچہ غیر مقلد مولانا عبدالنواب ملتانی قیام اللیل کے حاشیہ میں لکھتے ہیں، حدیث انسؓ میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رمضان میں تعقیب کے متعلق پوچھا گیا **فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُصَلُّوا فِي الْبُيُوتِ وَقَالَ ابْنُ الْأَثِيرِ التَّعْقِيبُ هُوَ أَنْ تَعْمَلَ عَمَلًا ثُمَّ**

تَعُوذُ فِيهِ وَارَادَ بِهِ الصَّلَاةَ النَّافِلَةَ بَعْدَ التَّرَاوِيحِ فَكِرِهَ أَنْ يَصَلُّوا فِي الْمَسْجِدِ  
وَأَحَبَّ أَنْ يَكُونُ ذَلِكَ فِي الْبُيُوتِ وَهُوَ رَأَى إِسْحَاقَ بْنَ رَاهُوَيْهِ وَسَعِيدِ بْنِ  
جُبَيْرٍ ابْنِ اشْثِيرٍ فَرَمَاتِهِ هِيَ كَتَعْقِيبِ كَامَعْنَى هِيَ كَامِ كَرَكَةِ دَوْبَارِهِ أَوْ كَامِ كَرَكِنَا - یہاں  
پر مراد یہ ہے کہ مسجد میں تراویح پڑھنے کے بعد نفل نماز (یعنی نماز تہجد) پڑھنا۔ سو مسجد میں  
دوبارہ واپس آ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور مجھے یہ پسند ہے کہ نماز تہجد گھروں میں پڑھیں،  
اسحاق بن راہویہ اور سعید بن جبیر کی رائے یہی ہے۔

دلیل نمبر:  $\frac{15}{40}$

غنیۃ الطالبین: صفحہ ۲۶۹ کے حوالہ سے یہ بات گزری ہے کہ تراویح کے بعد تہجد کے  
بارے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ تراویح کے بعد کچھ نیند کر کے پھر تہجد پڑھیں تو مکروہ نہیں اِنَّ  
نَا شِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطَاءً وَاَقْوَمُ قِيْلًا كَاتِقَا ضَا بَحِي يَهِي هِيَ اَوْر تَرَاوِيحِ كَالْبَعْدِ بَغَيْرِ  
نِيْنِدِ كَيْ تَهْجِدُ پڑھنا مکروہ ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ تراویح کے بعد بغیر نیند کے تہجد پڑھنا مکروہ  
نہیں ہے مگر تہجد پڑھیں رات کے آخری حصہ میں۔

دلیل نمبر:  $\frac{16}{41}$

الروضۃ المربع کے صفحہ ۶۵ میں ہے کہ بیس رکعات تراویح سنت مؤکدہ ہے اور اس  
کے بعد و تراویح کے ساتھ پڑھے۔ وَيُوْتِرُ الْمُتَهَجِّدُ بَعْدَهُ اَوْرَجَا دَمِي تَرَاوِيحِ كَالْبَعْدِ  
تَهْجِدُ بَحِي پڑھتا ہو وہ و تراویح کے بعد پڑھے اور الْمُتَمَتِّعُ صَفْحَةُ ۱۸۲ میں ہے ثُمَّ التَّرَاوِيحُ  
وَهِيَ عَشْرُونَ رَكْعَةً يَقُومُ بِهَا فِي رَمَضَانَ فِي جَمَاعَةٍ وَيُوْتِرُ بَعْدَهَا فِي  
الْجَمَاعَةِ فَإِنْ كَانَ لَهُ تَهْجِدٌ جَعَلَ الْوَيْتَرَ بَعْدَهُ پھر تراویح بیس رکعت ہے، رمضان  
میں تراویح اور و تراویح کے ساتھ پڑھے لیکن تراویح کے بعد تہجد پڑھنے والا آدمی  
و تراویح کے بعد پڑھے۔ اس سے بھی تراویح کے بعد تہجد ثابت ہوئی۔

دلیل نمبر:  $\frac{17}{42}$

الروضۃ المربع اور المقتنع میں یہ مسئلہ بھی لکھا ہے اگر اس آدمی نے تراویح کے بعد وتر پڑھ لئے اس کے بعد تہجد پڑھے تو وُتروں کا کیا کرے؟ اس کی دو صورتیں ہیں (۱) اَلَمْ یَنْقُضِ الْوُتْرَ وَصَلَّىٰ وَلَمْ یُوتِرَ پہلے پڑھے ہوئے وُتروں کو نہ توڑے بلکہ فقط تہجد پر اکتفا کرے اور وتر نہ پڑھے (۲) جو وتر امام تراویح کے ساتھ تراویح کے بعد پڑھے ہیں نماز تہجد کے بعد ایک رکعت پڑھ کر ان وُتروں کے ساتھ ملا کر ان کو شفع بنا دے اور وتر تہجد کے بعد پڑھے تو یہ بھی جائز ہے۔ ان مسائل سے معلوم ہوا کہ فقہ حنبلی جو سعودیہ میں شرعی قانون کے طور پر نافذ ہے اس کے مطابق تراویح اور تہجد دو جدا جدا نمازیں ہیں ورنہ تراویح کے بعد تہجد پڑھنے کی کیا ضرورت؟ جبکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوع حدیث ہے لَا تَصَلُّوا صَلَوةً فِیْ یَوْمٍ مَرَّتَیْنِ اِیْکَ وَتِیْکَ فِیْ یَوْمٍ مَرَّتَیْنِ اِیْکَ وَتِیْکَ مَرَّتَیْنِ پڑھو۔ (ابوداؤد: ج ۱ ص ۸۶)

دلیل نمبر:  $\frac{20}{45} \frac{19}{44} \frac{18}{43}$

ابن الحاج الدغُل کے صفحہ ۲۹۹ پر امام مالک رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں وَقَدْ قَالَ مَالِكٌ..... اَمَّا اِنَّا فَاِذَا اَوْتِرُوْا خَرَجْتُ وَتَرَكْتُهُمْ فِلَانَسَانٍ اُسُوَّةً فِیْ تَرْكِ الْوُتْرِ مَعَهُمْ حَتَّى یُوْتِرَ فِیْ بَيْتِهِ بَعْدَ تَنْفُلِهِ اٰخِرَ اللَّیْلِ..... وَقَدْ كَانَ سَیِّدِیْ اَبُو مُحَمَّدٍ یُصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ مَعَ النَّاسِ صَلَاةَ الْفِیْءِ وَیُوْتِرُ مَعَهُمْ فَاِذَا رَجَعَ اِلَى بَيْتِهِ صَلَّی مَا قَدَّرَ لَهُ وَلَا یُعِیْدُ الْوُتْرَ وَكَانَ رَحِمَهُ اللّٰهُ یَقُوْلُ اِنَّ شَیْخَہٗ سَیِّدِی الشَّیْخَ اَبَا الْحَسَنِ الزَّیْطَاتِ كَانَ یَفْعَلُ ذٰلِكَ۔

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا جب لوگ مسجد میں وتر پڑھنے لگتے تو میں نکل آتا

ہوں اور ان کو چھوڑ دیتا ہوں۔ ابن الحجاج فرماتے ہیں کہ لوگوں کیلئے مسجد میں نمازیوں کے ساتھ وتروں کے چھوڑنے میں یہ ایک نمونہ ہے تاکہ وہ گھر کے اندر اخیر شب میں نوافل تہجد کے بعد وتر پڑھیں۔ نیز فرماتے ہیں سیدی ابو محمد مسجد میں لوگوں کے ساتھ تراویح اور وتر پڑھتے پھر گھر میں آکر جو مقدر میں ہوتے نوافل تہجد پڑھتے اور وتر نہ لوٹاتے اور ان کے شیخ سیدی الشیخ ابوالحسن الزیات بھی ایسا ہی کرتے۔ اس سے تین عظیم محدثین امام مالک، ابو محمد اور شیخ ابوالحسن زیات کا تراویح کے بعد تہجد پڑھنا ثابت ہوا

دلیل نمبر:  $\frac{21}{46}$

كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ إِذَا كَانَ أَوَّلَ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ يَجْتَمِعُ إِلَيْهِ أَصْحَابُهُ فَيَصَلِّي بِهِمْ وَيَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ عَشْرِينَ آيَةً وَكَذَلِكَ إِلَى أَنْ يَخْتِمَ الْقُرْآنَ وَكَانَ يَقْرَأُ فِي السَّحْرِ مَا بَيْنَ النِّصْفِ إِلَى الثُّلُثِ مِنَ الْقُرْآنِ فَيَخْتِمُ عِنْدَ السَّحْرِ فِي كُلِّ ثَلَاثِ لَيَالٍ (ہدی الساری مقدمہ فتح الباری: ج ۲۶۶ طبع قدیمی کتب خانہ، تیسیر الباری از نواب وحید الزمان: ج ۱ ص ۴۹، نھرۃ الباری مؤلف مولوی عبدالستار امام غرباء الملحدیث: ص ۱۲)

جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی تو امام بخاری کے پاس ان کے دوست و احباب جمع ہو جاتے سو وہ ان کو نماز تراویح پڑھاتے اور ہر رکعت میں بیس آیات تلاوت کرتے۔ اسی طرح پورا قرآن ختم کرتے، پھر سحری کے وقت نماز تہجد میں نصف سے ٹکٹ قرآن تک پڑھتے اور ہر تیسری رات سحری کے وقت ختم کرتے۔

دلیل نمبر:  $\frac{22}{47}$

امام ابو محمد عبداللہ بن محمد اصہبانی المعروف بابن اللہبان جو مشہور شافعی فقیہ ابو حامد اسفرائینی کے شاگرد تھے، کے بارے میں منقول ہے کہ وہ پورے رمضان میں لوگوں کو نماز



تراویح پڑھاتے تھے اور ہر رات جب تراویح سے فارغ ہو جاتے تو مسجد میں ہی نماز تہجد پڑھتے رہتے تھے فجر طلوع ہونے کے قریب تک۔

(تاریخ بغداد: ج ۱۰ ص ۱۲۳، بحوالہ رکعات تراویح۔ ایک تحقیقی جائزہ)

دلیل نمبر:  $\frac{23}{48}$

وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ يَخْتِمُ كُلَّ يَوْمٍ وَأَيَّةِ خَتْمَةٍ وَفِي رَمَضَانَ وَيَوْمَ الْعِيدِ اثْنَيْنِ وَسِتِّينَ خَتْمَةً (الخيرات الحسان: ص ۸۵، عقود الجمان: ص ۳۱۳، مناقب موفق: ج ۱ ص ۲۳۵، مناقب کردری: ج ۱ ص ۲۳۱، ۲۳۲، اخبار ابی حنیفہ واصحابہ: ص ۴۱، مناقب موفق بروایت یحییٰ بن معین: ص ۲۳۰)

امام ابو یوسف نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ ہر رات دن میں قرآن کریم کا ایک ختم کرتے تھے لیکن رمضان اور عید میں قرآن کریم کے ۶۲ ختم کرتے۔ (رمضان شریف میں ایک دن کو، ایک رات کو اور ایک پورے مہینہ کی تراویح میں ختم کرتے اور ایک عید کے دن ختم کرتے)

علی بن الصداقی کہتے ہیں رَكَيْتُ اَبَا حَنِيفَةَ خَتَمَ الْقُرْآنَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ سِتِّينَ خَتْمَةً، خَتْمَةً بِاللَّيْلِ وَخَتْمَةً بِالنَّهَارِ (مناقب موفق: ج ۱ ص ۲۳۲)

میں نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو دیکھا انہوں نے ماہ رمضان میں (ختم تراویح کے علاوہ) ساٹھ ختم کئے، ایک ختم رات میں اور ایک دن میں۔

قَالَ شَدَّادُ بْنُ حَكِيمٍ قُلْتُ لِرَبِّ بْنِ الْهَدَيْلِ إِنِّي سَمِعْتُ اَبَا جَعْفَرَ الرَّازِيَّ يَذْكُرُ أَنَّ اَبَا حَنِيفَةَ كَانَ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي الشَّهْرِ ثَلَاثِينَ مَرَّةً وَفِي شَهْرِ رَمَضَانَ سِتِّينَ مَرَّةً قَالَ صَدَقَ أَبُو جَعْفَرَ وَهُوَ عَيْسَى بْنُ مَاهَانَ

(مناقب موفق: ج ۱ ص ۲۳۳، مناقب کردری: ج ۱ ص ۲۳۵)

شدا محدث کہتے ہیں میں نے امام ابوحنیفہ نے شاگرد زفر بن ہذیل کو کہا کہ میں نے ابو جعفر رازی سے سنا وہ ذکر کر رہے تھے کہ امام ابوحنیفہ ہر ماہ قرآن کریم کے تیس (۳۰) ختم کرتے اور ماہ رمضان میں ساٹھ (۶۰) ختم کرتے۔ امام زفر نے فرمایا ابو جعفر نے سچ کہا (یہ ساٹھ ختم، ختم تراویح کے علاوہ تھے) ان اقوال میں اختصار ہے۔ امام ابن الہمام نے اس کی وضاحت یوں کی ہے

وَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ كَانَ يَخْتِمُ إِحْلَى وَ سِتِّينَ خْتَمَةً: فِي كُلِّ يَوْمٍ خْتَمَةً وَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ خْتَمَةً وَ فِي كُلِّ التَّرَاوِيحِ خْتَمَةً

(فتح القدير: ج ۱ ص ۳۰۹)

امام ابوحنیفہ ماہ رمضان میں اکٹھ (قرآن کے) ختم کرتے۔ ایک دن میں، ایک رات میں اور ایک مکمل تراویح میں۔

**فائدہ۔** ظاہر یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رات والا ختم تراویح کے بعد تہجد میں کرتے ہوں گے کیونکہ غیر رمضان میں ان کا معمول رات کو نوافل میں قرآن پڑھنے کا تھا تو رمضان میں تو بطریق اولیٰ نوافل تہجد میں پڑھتے ہونگے۔ نیز تراویح والا ختم تو پورے مہینہ میں مکمل ہوتا تھا۔

دلیل نمبر:  $\frac{24}{49}$

فقدما لکی کی کتاب المدخل میں ہے

يُنْعَى لِلْمُكَلَّفِ أَنَّهُ إِذَا صَلَّى الْمَغْرِبَ يُعَجِّلُ فِطْرَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي بِحِزْبَيْنِ وَنِصْفِ أَوْ كَثْرَ قَبْلَ الْعِشَاءِ ثُمَّ يَخْرُجُ يُصَلِّي مَعَ النَّاسِ الْقِيَامَ وَيُؤْتِرُ مَعَهُمْ... ثُمَّ يَنَامُ مَا قَدِرَكَهُ ثُمَّ يَقُومُ لِنَهْجِهِدِهِ فَيُصَلِّي مَا تَسْرَكَهُ مِمَّا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ اللَّيْلِ (المقتع: ص ۳۰۰)

مکلف آدمی کیلئے مناسب ہے کہ وہ نماز مغرب پڑھ لے تو کھانے سے جلدی فارغ ہو کر کھڑا ہو جائے اور نماز میں اڑھائی پارے یا اس سے زیادہ پڑھے پھر نماز عشاء کیلئے

(مسجد کی طرف) نکلے اور لوگوں کے ساتھ تراویح اور وتر پڑھے۔ پھر سوجائے جو اس کے مقدر میں ہے۔ سونے کے بعد نماز تہجد کیلئے کھڑا ہو جائے اور رات کے بقیہ حصہ میں جس قدر آسانی سے ہو سکے نوافل تہجد پڑھے۔

دلیل نمبر:  $\frac{25}{50}$

علامہ ابن رشد مالکی تراویح اور تہجد کی فضیلت میں تقابل کرتے ہوئے فرماتے ہیں

وَأَنَّ التَّرَاوِيحَ الَّتِي جَمَعَ عَلَيْهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُرَغَّبُ فِيهَا وَإِنْ كَانُوا اِخْتَلَفُوا فِي أَيِّ أَفْضَلِ أَيْ أَوْ الصَّلَاةُ آخِرَ اللَّيْلِ؟ أَعْنَى الَّتِي كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكِنَّ الْجُمْهُورَ عَلَى أَنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ أَفْضَلُ۔ (بدایۃ المجتہد۔ الباب الخامس فی قیام رمضان: ج ۱ ص ۱۷۸)

اور بے شک وہ تراویح جس پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اسی کی رغبت دی جاتی ہے۔ لیکن علماء کے درمیان اس میں اختلاف ہے کہ اول رات کی تراویح افضل یا اخیر رات کی نماز (تہجد) افضل ہے جو اخیر رات میں رسول اللہ ﷺ کی نماز تھی۔ جمہور کے نزدیک اخیر رات کی نماز (تہجد) افضل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تراویح جو تہجد سے کم درجہ کی نماز ہے اس پر اکتفا کر کے نماز تہجد کو نہ چھوڑا جائے بلکہ اول رات میں تراویح پڑھ کر پھر کچھ نیند کر کے اس کے بعد تہجد بھی پڑھی جائے کہ تراویح سے تہجد کی فضیلت حاصل نہیں ہوتی۔

دلیل نمبر:  $\frac{26}{51}$

الفقہ الاسلامی وادلتہ (جس میں مذاہب اربعہ کے مسائل جمع ہیں) میں ہے فَإِنْ كَانَ لَهُ تَهَجُّدٌ جَعَلَ الْوُتْرَ بَعْدَهُ اسْتِحْبَابًا..... وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ تَهَجُّدٌ جَعَلَ الْوُتْرَ مَعَ الْإِمَامِ لِيَنَالَ لَهُ فَضِيلَةُ الْجَمَاعَةِ (ج ۲ ص ۷۵)

اگر تراویح کے بعد اخیر رات میں تہجد پڑھنے کا معمول ہو تو مستحب یہ ہے کہ وتر تہجد کے بعد پڑھیں اور اگر تراویح کے بعد تہجد کا معمول نہ ہو تو وتر تراویح کے بعد جماعت کے ساتھ پڑھے تاکہ اس کو جماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے۔

دلیل نمبر:  $\frac{27}{52}$

میاں نذیر حسین صاحب دہلوی غیر مقلدین کے نزدیک کس قدر و منزلت کے مالک ہیں اس کا اندازہ غیر مقلدین کے شیخ العرب والعجم مولانا بدیع الدین شاہ راشدی کی ان کے بارے میں تحریر کردہ القابات سے لگایا جاسکتا ہے۔ شیخ الکل، امام المتقین، سید المحدثین، تاج الفقہاء، علم العلماء، جامع العلوم الثقلیہ، والعقلیہ، ناصر السنۃ البغویہ، عمدۃ العالمین، حجۃ اللہ علی الخلق، مجدد القرن، الامام المحدث الفقیہ الاصولی، الشیخ شیحنا السید نذیر حسین... الخ (ہدایۃ المستفید: ج ۱ ص ۱۰۰) غیر مقلدین کی اتنی بڑی شخصیت جو حجۃ اللہ علی الخلق ہے تو غیر مقلدین کے نزدیک تو ضرور حجت ہونگے۔ ان کا رمضان شریف کا معمول ملاحظہ فرمائیں۔ میاں صاحب موصوف کے سوانح نگار غیر مقلد فضل حسین بہاری لکھتے ہیں ”میاں صاحب لیالی رمضان المبارک میں دو ختم قرآن مجید کے بحالت قیام ہر سال سنتے، ایک تو نماز عشاء کے بعد تراویح میں جس کے امام تھے حافظ احمد عالم فقیہ، محدث جو آپ کے شاگرد رشید تھے۔ تین سپارے روزانہ سناتے ترتیل و تجوید کے ساتھ، دوسرا ختم سنتے نماز تہجد میں جس کے امام ہوتے حافظ عبدالسلام سلمہ“ (آپ کے بڑے پوتے)“

(الحیاء بعد الہمات: ص ۱۳۸)

دلیل نمبر:  $\frac{28}{53}$

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری سے سوال کیا گیا جو شخص رمضان المبارک میں عشاء کے وقت نماز تراویح پڑھ لے وہ پھر آخر رات میں تہجد پڑھ سکتا ہے یا

نہیں؟ موصوف جواب میں فرماتے ہیں، ”پڑھ سکتا ہے تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے اول شب میں تہجد نہیں ہوتی“ (فتاویٰ ثنائیہ: ج ۱ ص ۶۸۲)

دلیل نمبر:  $\frac{29}{54}$

غیر مقلدین کے خواجہ محمد قاسم لکھتے ہیں ماہ رمضان میں اکثر لوگ یہ پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص رات کے پہلے حصے میں قیام کر چکا ہو تو وہ پچھلے حصے میں بھی قیام کر سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ”یہ بالکل کر سکتا ہے کیونکہ نبی ﷺ سے ایک ہی رات کے مختلف حصوں میں قیام کرنا ثابت ہے (حی علی الصلوٰۃ: ص ۳۹) خواجہ صاحب کے نزدیک تراویح کے بعد تہجد صرف جائز ہی نہیں بلکہ نبی پاک ﷺ سے تراویح کے بعد تہجد پڑھنا ثابت ہے“

دلیل نمبر:  $\frac{30}{55}$

سعید بن جبیر رحمہ اللہ رمضان المبارک میں چھ تروئحے (بیس تراویح اور چار نوافل تہجد) پڑھاتے اور ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے اور ہر چار رکعات کے مجموعہ کو ترویجہ کہتے ہیں (قیام رمضان للمروزی: ص ۱۵۸)

دلیل نمبر:  $\frac{31}{56}$

عبدالرحمن الاسود رمضان میں چالیس (۴۰) رکعات اور سات و تر پڑھاتے (مصنف ابن ابی شیبہ: ج ۲ ص ۲۸۵) (۴ فرض + ۲۰ تراویح، دو ترویجوں کے درمیان چار رکعات نفل جو ۱۶ رکعات بنتی ہیں، مجموعہ ۴۰ رکعات اور سات رکعات میں چار رکعات تہجد اور تین وتر ہیں، مجازاً ان کے مجموعہ کو سات و تر کہا گیا ہے۔

دلیل نمبر:  $\frac{32}{57}$

ورقاء کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر رمضان المبارک میں ہمیں امامت کراتے، اور بیس

راتوں میں چھ ترو تک پڑھاتے (۲۰ تراویح اور چار رکعات تہجد یا چار فرض) اور جب آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو وہ مسجد میں اعتکاف کرتے اور ہمیں سات ترو تک (۲۰ تراویح، آٹھ نوافل تہجد یا چار رکعت فرض اور چار رکعت تہجد) پڑھاتے۔

(قیام رمضان للمروزی: ص ۱۵۸)

دلیل نمبر:  $\frac{33}{58}$

محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابو حلیمہ قاری لوگوں کو رمضان المبارک میں اکتالیس (۳۱) رکعات (۲۰ تراویح، ۱۶ ترو کی نوافل، دو رکعت تہجد اور تین وتر) پڑھاتے

(قیام رمضان للمروزی: ص ۱۵۸)

دلیل نمبر:  $\frac{34}{59}$

صالح مولیٰ تو مہ کہتے ہیں کہ میں نے جنگ حرہ سے پہلے لوگوں کو اس حالت میں پایا کہ وہ رمضان میں ۳۱ رکعات (۲۰ تراویح، ۱۶ ترو کی نوافل، دو رکعت تہجد اور تین وتر، مجموعہ ۳۱ رکعات) کے ساتھ قیام کرتے ہیں اور ان میں سے وتر پانچ ہیں۔

(قیام رمضان للمروزی: ص ۱۵۸)

دلیل نمبر:  $\frac{35}{60}$

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اپنے گنبد میں ہوتے اور لوگ ان کی موجودگی میں پندرہ سلاموں (۱۰ سلام تراویح، ۸ رکعات تہجد میں ۴ سلام، ایک سلام بعد الوتر، مجموعہ ۱۵ سلام) کے ساتھ رات کو قیام کرتے۔

(قیام رمضان للمروزی: ص ۱۵۸)

دلیل نمبر:  $\frac{36}{61}$

یونس کہتے ہیں کہ فتنہ ابن الاشعث سے پہلے جامع مسجد میں دیکھا کہ لوگوں کو عبدالرحمن

بن ابی بکر اور سعد بن ابی الحسن اور عمران العبدی ۵ تروٹکے (۲۰ تراویح) نماز پڑھاتے ہیں اور جب آخری عشرہ داخل ہو جاتا تو ایک ترویجہ زیادہ کر دیتے (۲۰ تراویح کے بعد چار رکعات تہجد پڑھاتے۔ اس سے پہلے ممکن ہے تہجد فرداً فرداً پڑھتے ہوں)

(قیام رمضان للمروزی: ص ۱۵۸)

دلیل نمبر:  $\frac{37}{62}$

زرارہ بن اوفی اہل محلہ کو رمضان میں چھ تروٹکے پڑھاتے (یعنی ۲۰ تراویح اور چار نوافل تہجد) اور جب آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو ہر رات سات تروٹکے (یعنی ۲۰ تراویح اور ۸ نوافل تہجد) پڑھاتے۔ (قیام رمضان للمروزی: ص ۱۵۹)

دلیل نمبر:  $\frac{38}{63}$

آج کل حرمین شریفین میں نماز عشاء کے بعد ۲۰ تراویح پڑھتے ہیں، یہ عمل پورا ماہ جاری رہتا ہے اور آخری عشرہ میں رات کے اخیر حصہ میں تراویح کے بعد تہجد بھی پڑھتے ہیں۔ اگر ماہ رمضان میں تراویح اور تہجد ایک نماز ہو جاتی ہے تو پھر تراویح کے ساتھ تہجد بھی ادا ہوگئی حالانکہ آخری عشرہ میں تراویح کے بعد تہجد مستقلاً جدا پڑھی جاتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اہل حرمین کے نزدیک بھی رمضان المبارک میں تراویح اور تہجد ایک نماز نہیں ہو جاتی بلکہ دو مستقل جدا نمازیں ہوتی ہیں۔

دلیل نمبر:  $\frac{39}{64}$

علامہ شنفیطی صاحب اصل مشروعیت صلوٰۃ التراویح کے عنوان کے تحت الشرح للمتع  
شرح زاد المستقنع للشنفیطی: ج ۵۳ ص ۸ پر لکھتے ہیں

فَكَانَ أَصْلُ الْجَمْعِ مُسْتَنَدًا إِلَى السُّنَّةِ مِنْ فَعْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَكِنَّ

الْوَقْتُ الَّذِي اخْتَارَهُ مِنْ كَوْنِهَا بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ لَمْ يَكُنْ مِنْ هُدَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتِ الصِّفَةُ مِنْ كَوْنِهَا فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ مِنْ سُنَّةِ عُمَرَ وَلِذَلِكَ لَوِ اعْتَرَضَ مُعْتَرِضٌ عَلَيَّ فِعْلَ التَّرَاوِيحِ وَالتَّهَجُّدِ فِي آخِرِ رَمَضَانَ أَحْبَبَ بِهَذَا الْجَوَابِ وَقِيلَ لَهُ إِنَّ التَّرَاوِيحَ شُرِعَتْ سُنَّةَ عُمَرَةَ أَيَّ أَيَّهَا سُنَّةٌ وَحَصَلَ الْإِجْمَاعُ عَلَيْهَا وَأَمَّا التَّهَجُّدُ فَيَكُونُ بَعْدَ الْهَجُودِ لِأَنَّ هُدَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَهَجُّدِهِ إِنَّمَا كَانَ بَعْدَ اضْطِجَاعِهِ فَسُمِّيَ التَّهَجُّدُ تَهَجُّدًا لِأَنَّهُ بَعْدَ الْهَجُودِ وَهُوَ أَكْمَلُ وَأَفْضَلُ وَأَعْظَمُ مَا يَكُونُ لِكُونِهِ بَعْدَ الرَّاحَةِ وَالِاسْتِحْجَامِ كَمَا أَشَارَ اللَّهُ إِلَى ذَلِكَ حِينَمَا أَمَرَهُ نَبِيُّهُ فَقَالَ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ ..... فَتَكُونُ سُنَّةَ عُمَرَةَ مِنْ جِهَةِ الْوَقْتِ أَيَّ كَوْنِهَا فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا جَمَعَ الصَّحَابَةَ فِي آخِرِ اللَّيْلِ -

پس جماعت کی مشروعیت کی اصل بنیاد رسول اللہ ﷺ کے مسنون فعل پر ہے لیکن اس کیلئے عشاء کے بعد کا وقت اختیار کرنا نبی پاک ﷺ کا طریقہ نہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ ہے۔ لہذا اگر کوئی عشاء کے بعد تراویح اور رمضان کے اخیر میں تہجد پر اعتراض کرے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تراویح کا یہ طریقہ حضرت عمر کی سنت ہے جس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ لیکن تہجد نیند کے بعد پڑھی جاتی ہے کیونکہ نبی ﷺ کا تہجد میں یہی طریقہ تھا کہ آپ لیٹنے کے بعد تہجد پڑھتے تھے۔ نیز تہجد کو تہجد اسلئے کہا جاتا ہے کہ تہجد بجمود (نیند) کے بعد پڑھی جاتی ہے اور یہی اکمل، افضل اور اعظم طریقہ ہے کیونکہ اس میں تہجد آرام اور قلبی یکسوئی کے ساتھ پڑھی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو حکم دیتے ہوئے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ فرمان الہی ہے ”اور نیند سے اٹھ پس نماز تہجد پڑھ کہ یہ آپ کیلئے ایک زائد نماز ہے“۔ خلاصہ یہ ہے کہ تراویح باجماعت اول وقت میں پڑھنا سنت عمر ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو رات کے اخیر میں نماز تہجد باجماعت پڑھائی ہے“



دلیل نمبر:  $\frac{40}{65}$

علامہ شنیطی تراویح کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں

قَالَ (تَفْعَلُ فِي جَمَاعَةٍ مَعَ الْوَيْتْرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي رَمَضَانَ) أَيَّ أَنَّهُ يَقُومُ بِهِمْ وَيُوتِرُ وَلِلذَلِكَ يُوتِرُ بِهِمْ فِي التَّرَاوِيحِ، فَإِذَا جَاءَتْ أَوَاخِرُ رَمَضَانَ وَأَرَادُوا أَنْ يَقُومُوا فِي التَّهْجِدِ فَلَا شَكَّ أَنَّ الْأَفْضَلَ أَنْصَرَأَهُمْ يَدُونَ وَتَرٍ  
(شرح زاد المستقنع للشنيطی: ج ۵۳ ص ۱۰)

رمضان میں عشاء کے بعد تراویح باجماعت جمع وتر پڑھی جاتی ہیں یعنی امام ان کو تراویح اور وتر دونوں پڑھائے اور جب رمضان کا آخری عشرہ آجائے اور لوگوں کا ارادہ ہو رات کے اخیر میں تہجد پڑھنے کا تو کوئی شک نہیں کہ ان کا تراویح سے بغیر وتر پڑھنے کے لوٹ جانا افضل ہے تاکہ تہجد کے بعد وتر پڑھیں۔

دلیل نمبر:  $\frac{41}{66}$

علامہ شنیطی شرح زاد المستقنع: ج ۵۳ ص ۱۰ پر فرماتے ہیں

وَتُعْتَبَرُ صَلَاةُ التَّرَاوِيحِ فِي الْأَصْلِ قِيَامًا لِأَوَّلِ اللَّيْلِ وَصَلَاةُ التَّهْجِدِ قِيَامٌ لِآخِرِ اللَّيْلِ وَالْقِيَامَانِ بَيْنَهُمَا فَرْقٌ فَقِيَامُ التَّهْجِدِ أَفْضَلُ مِنْ قِيَامِ التَّرَاوِيحِ  
در اصل نماز تراویح رات کے اول حصہ کا قیام ہے اور نماز تہجد رات کے اخیر کا قیام ہے اور دونوں قیاموں کے درمیان بہت فرق ہے کیونکہ تہجد کا قیام تراویح کے قیام سے افضل ہے۔

دلیل نمبر:  $\frac{42}{67}$

علامہ شنیطی نے شرح زاد المستقنع للشنيطی: ج ۵۳ ص ۱۱ پر لکھتے ہیں

فَإِذَا صَلَّيْتَ التَّرَاوِيحَ وَأَوْتَرْتَ الْإِمَامَ فَلِلْعُلَمَاءِ أَوْجُهُ قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ لَا

تَوْتِرَ مَعَهُ حَتَّى لَا يَكُونَ وَتِرَانِ فِي لَيْلَةٍ إِذَا كُنْتَ تَرِيدُ أَنْ تَهْجِدَ وَتَوْتِرَ - وَقَالَ بَعْضُهُمْ تَوْتِرٌ مَعَهُ وَتَوْتِرْفِي التَّهْجِدِ وَتَوْتِرٌ بَعْدَ هَمَّا - وَقَالَ بَعْضُهُمْ تَوْتِرْفِي التَّرَاوِيحِ ثُمَّ تَصَلَّى التَّهْجِدَ وَتَسْرُكُ وَتَرَ التَّهْجِدَ بِنَاءً عَلَى أَنَّ الْفَضْلَ لِلْأَوَّلِ مِنْهُمَا وَالْآسَبِي -

پس جب آپ نے تراویح پڑھ لی اور امام نے وتر پڑھانے کا ارادہ کیا تو وتروں کے بارے میں علماء کے تین قول ہیں (۱) بعض علماء نے کہا ہے کہ آپ امام کے ساتھ وتر نہ پڑھیں تا کہ ایک رات میں دو دفعہ وتر پڑھنے کی خرابی لازم نہ آئے، یہ تب ہے جب تہجد اور وتر پڑھنے کا ارادہ ہو۔ (۲) بعض علماء نے کہا ہے کہ تراویح اور تہجد دونوں کے بعد وتر پڑھے۔ (۳) اور بعض علماء نے کہا ہے کہ تراویح کے بعد وتر پڑھے اور تہجد کے بعد نہ پڑھے۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ تراویح، تہجد سے مقدم ہے اور جو پہلے ہے اس کا حق مقدم ہے۔ اس لئے وتر تراویح کے بعد پڑھے اور تہجد پڑھ کر وتر کو چھوڑ دے۔

دلیل نمبر:  $\frac{43}{68}$

شرح کتاب آداب المشی الی الصلوٰۃ: ج ۱ ص ۹۶ میں لکھا ہے

وَوَقْتُهَا بَعْدَ الْعِشَاءِ وَسُنَّتُهَا قَبْلَ الْوَتْرِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ وَيُوتِرُ بَعْدَهَا.... فَإِنْ كَانَ لَهُ تَهْجِدٌ جَعَلَ الْوَتْرَ بَعْدَهُ

”اور تراویح کا وقت نماز عشاء کے بعد سے طلع فجر تک ہے اور سنت یہ ہے کہ تراویح وتر سے پہلے پڑھی جائے اور وتر اس کے بعد پڑھے جائیں اور اگر تراویح کے بعد تہجد پڑھنے کا معمول ہو تو پھر وتر، تہجد کے بعد پڑھے جائیں“

**شاهد اقبال:** مولانا! آپ کا بہت شکریہ، آپ نے تراویح و تہجد کے فرق پر ۶۸ دلائل پیش کئے۔ ان میں سے ۴۳ دلائل سے تراویح کے بعد تہجد کا الگ پڑھنا بھی ثابت کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے یہ بات بخوبی سمجھ آ گئی ہے کہ تراویح اور تہجد دو جدا جدا نمازیں ہیں بلکہ میں یہ بات دلائل کے ساتھ دوسرے لوگوں کو سمجھا بھی سکتا ہوں۔ اور یہ بات بھی سمجھ آئی کہ رمضان المبارک میں خود نبی پاک ﷺ، صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین اور تمام اہل اللہ علماء کرام تراویح کے علاوہ تہجد کی فضیلت و سعادت بھی حاصل کرتے تھے۔ اس لئے تراویح کے بعد رات کے اخیر حصہ میں نماز تہجد کی برکات اور اس کی فضیلت بھی ہمیں حاصل کرنی چاہئے۔ تراویح اور تہجد کے ایک ہونے کا فرضی و اختراعی عقیدہ اختیار کر کے نہ خود تہجد کی برکات و سعادات سے محروم ہونا چاہئے نہ دوسروں کو محروم کرنا چاہئے کیونکہ غیر رمضان میں جو تہجد کی برکات ہیں رمضان المبارک کے برکتوں والے مہینہ میں ختم نہیں ہو جاتیں بلکہ اضعافاً مضاعفہ بڑھ جاتی ہیں۔ لیکن یہ فرمائیے کہ تراویح و تہجد کے ایک نماز ہونے کا عقیدہ کسی اور کا بھی ہے؟

**محقق عالم:** دراصل یہ عقیدہ قادیانیوں کا ہے۔ چنانچہ قادیانیوں کی تدوین فقہ کمیٹی کی مرتب کردہ کتاب فقہ احمدیہ کے صفحہ ۲۰۸ پر لکھا ہے نماز تراویح دراصل تہجد ہی کی نماز ہے۔ ازاں بعد سب سے پہلے مسجد چینیاں والی لاہور کے غیر مقلد خطیب مولوی عبداللہ چکڑالوی (جو بعد میں منکر حدیث بن گیا تھا) نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تقلید میں اس عقیدہ کو اپنایا اور اسی بنیاد پر اس نے ایک رسالہ لکھ کر تراویح کا انکار کیا۔ پھر عبداللہ چکڑالوی کی تقلید میں اکثر غیر مقلدین نے اس عقیدہ کو اختیار کیا اور اب غیر مقلدین کا محمدی گروپ ہو یا احمدی دونوں کا ایک ہی نعرہ ہے کہ تراویح اور تہجد ایک ہی نماز ہے۔

**شاہد اقبال:** جناب یہ ارشاد فرمائیے کہ قادیانیوں اور غیر مقلدین کے علاوہ کسی اور نے بھی تراویح کا انکار کیا ہے؟

**محقق عالم:** جی ہاں۔ قادیانیوں اور غیر مقلدین کے علاوہ رافضیوں نے بھی تراویح

کا انکار کیا ہے۔ چنانچہ منہج الحائق حاشیہ البحر المرائق: ج ۲ ص ۱۷ میں علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں قَالَ فِي الْبُرْهَانِ قَدْ اجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَيَّ شَرْعِيَّةِ التَّرَاوِيحِ وَ جَوَازِهَا وَ لَمْ يُنْكَرْهَا أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ إِلَّا الرَّوَافِضُ برہان میں ہے کہ تراویح کی مشروعیت اور اس کے جواز پر پوری امت کا اجماع ہے اور سوائے روافض کے اہل قبلہ (یعنی امت مسلمہ) میں سے کسی نے بھی تراویح کا انکار نہیں کیا لیکن ایک فرق ہے کہ روافض نے تراویح کا صراحتاً انکار کیا ہے، کوئی ہیر پھیر سے کام نہیں لیا۔ لیکن قادیانیوں اور غیر مقلدین نے منافقانہ طریقہ سے انکار کیا ہے یعنی بظاہر تاثر دیا اقرار کا مگر تراویح و تہجد کو ایک قرار دے کر در پردہ تراویح کا انکار کیا ہے۔

**شہاد اقبال:** اس کا مطلب یہ ہوا کہ غیر مقلدین نے تراویح کے انکار کا عقیدہ رافضیوں سے لیا اور منافقانہ طریقہ سے انکار کا انداز قادیانیوں سے لیا ہے یعنی اقرار کے پردے میں انکار اور یوں دورنگی اختیار کر کے دوسروں کو بھی دعوت دے رہے ہیں یک رنگی چھوڑ، دورنگ ہو جا۔

شہاد جوں جوں مسئلہ تراویح میں اہل السنّت والجماعت اور غیر مقلدین کے درمیان اختلاف کی حقیقت کو اور اس پر اہل السنّت والجماعت کے دلائل کو سنتا گیا توں توں اُس کی آنکھوں میں چمک اور چہرے پر طمانینت کے آثار نمودار ہوتے گئے حتیٰ کہ غیر مقلد پروفیسر کے عقیدہ (تراویح و تہجد ایک نماز ہے) کے متعلق اُس کے دل میں مختلف شکوک و شبہات اور سوالات پیدا ہو گئے۔ بالآخر شاہد، پروفیسر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور دست بستہ ہو کر عرض کیا، سر! اگر آپ محسوس نہ فرمائیں تو میں جناب سے کچھ سوالات پوچھنا چاہتا ہوں۔

**پروفیسر:** ہاں ہاں بیٹا! ضرور پوچھئے۔

**شہاد اقبال:** سر! ایک گزارش ہے کہ آپ ان سوالات کے جواب میں قرآن یا

حدیث کی صریح دلیل پیش کریں گے، اس میں اپنی یا کسی دوسرے امتی کی رائے شامل نہ کریں گے اور نہ ہی قیاس کریں گے۔

**پروفیسر:** بالکل بالکل۔ میں خالص قرآن وحدیث سے جواب دوں گا۔

**شاہداقبال:** اگر آپ ان سوالات کے جوابات قرآن وحدیث کی صحیح صریح غیر معارض دلیل سے دے دیں، نہ قیاس کریں اور نہ ہی اپنی یا دوسرے امتیوں کی آراء پیش کریں تو یہ نیاز مند جناب کا شکر یہ بھی ادا کرے گا اور الحمد للہ مسلک بھی قبول کرے گا۔

### ﴿غیر مقلد پروفیسر سے شاہد کے سوالات﴾

1..... جس طرح احادیث مرفوعہ میں نماز فجر، نماز ظہر، نماز عصر، نماز مغرب، نماز عشاء، نماز اشراق، نماز چاشت، نماز تہجد، نماز وتر، نماز عید اور نماز جنازہ کے نام آئے ہیں، کیا کسی صحیح مرفوع حدیث میں صراحتاً کسی نماز کا نام تراویح بھی آیا ہے؟

2..... کیا حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ تراویح اور تہجد ایک ہی نماز ہے؟ یا یہ آپ کی یا آپ جیسے غیر معصوم امتیوں کی رائے ہے؟

3..... کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک نماز کا نام گیارہ ماہ تہجد ہے اور بارہویں ماہ یعنی رمضان میں اسی نماز کا نام تراویح ہو جاتا ہے؟

4..... کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ گیارہ ماہ تہجد کا وقت رات کا آخری حصہ ہے اور بارہویں ماہ تہجد کا وقت نماز عشاء کے فوراً بعد ہے؟

5..... کیا نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ گیارہ ماہ یہ نماز اکیلے پڑھو اور بارہویں ماہ جماعت کے ساتھ پڑھو؟

6..... آپ کے نزدیک نماز عشاء کے فوراً بعد تہجد، تراویح کے نام سے پڑھ لی جاتی ہے اب سوال یہ ہے کہ رات کے اخیر میں دو بارہ تہجد پڑھنا سنت ہے یا بدعت؟ اس کا حکم صریح حدیث میں دکھائیں۔

7..... حرمین شریفین میں رمضان کے آخری عشرہ میں نماز عشاء کے بعد تراویح اور رات کے اخیر میں تہجد علیحدہ پڑھی جاتی ہے، کیا اس کا ثبوت صحیح حدیث میں ہے؟ اگر حدیث سے یہ ثابت ہے تو وہ ثبوت پیش کریں کہ نبی پاک ﷺ نے رمضان میں تراویح کے بعد اخیر رات میں تہجد الگ پڑھتے تھے اور اگر یہ حدیث سے ثابت نہیں تو اہل حرم کا یہ عمل بدعت کے زمرہ میں آتا ہے یا نہیں؟

8..... امام بخاری رحمہ اللہ ماہ رمضان میں تراویح اور تہجد علیحدہ علیحدہ پڑھتے تھے۔ اُن کا یہ عمل سنت کے مطابق ہے یا خلاف سنت ہے؟ اس عمل کے بعد وہ اہل السنّت میں شمار ہوں گے یا اہل بدعت میں؟

9..... اگر تراویح و تہجد ایک نماز ہے تو کیا ایک رات میں دو دفعہ تراویح پڑھنا یا دو دفعہ تہجد پڑھنا سنت ہے یا خلاف سنت؟ صحیح صریح حدیث سے جواب دیں۔

10..... تراویح و تہجد علیحدہ علیحدہ پڑھنے کی صورت میں وتر تراویح کے بعد پڑھیں یا تہجد کے بعد یا دونوں کے بعد؟ صحیح صریح حدیث سے جواب دیں۔

11..... غیر مقلدین کے نزدیک وتر اور تہجد ایک نماز ہے۔ اگر تراویح اور تہجد بھی ایک نماز ہے تو تراویح اور وتر بھی ایک ہی نماز ہوگی تو پھر تراویح کے بعد وتر کیوں پڑھے جاتے ہیں؟ پس جیسے غیر مقلدین کے نزدیک نماز تراویح ہی نماز تہجد ہے تو پھر وہی نماز وتر بھی ہوگی تو کیا تراویح کی رکعات سے تہجد اور وتر بھی ادا ہو جائیں گے؟ اور اگر وتر ادا نہیں ہوتے بلکہ علیحدہ پڑھے جائیں گے تو پھر کیا تراویح، تہجد اور وتر تین جدا جدا نمازیں ہوں گی یا ایک نماز؟

12..... کیا ایک وتر کے پڑھنے سے وتر، تراویح اور تہجد تینوں نمازیں ادا ہو جائیں گی؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کیلئے صحیح صریح حدیث پیش کریں اور اگر جواب نفی میں ہے تو کیا یہ تینوں نمازوں کے جدا جدا ہونے کی دلیل نہیں؟

- 13..... اگر امام تراویح کی نیت کرے اور مقتدی تہجد کی، تو مقتدی کی نماز درست ہے یا نہیں؟
- 14..... امام تہجد کی نیت کرے اور مقتدی تراویح کی، تو مقتدی کی نماز درست ہے یا نہیں؟
- 15..... امام نے تراویح کی نیت کی، مقتدیوں میں سے بعض نے تراویح کی، بعض نے تہجد کی اور بعض نے ترووں کی نیت کی، کس کی نماز درست ہے اور کس کی فاسد ہے؟
- 16..... غیر مقلدین ہمیشہ ”آٹھ رکعات تراویح“ کے اشتہار شائع کرتے ہیں۔ کیا کبھی یہ اشتہار بھی شائع کیا ہے کہ آٹھ رکعات تہجد نماز عشاء کے بعد سنت ہے؟
- اور اس کے علاوہ ان ۶۸ دلائل کا جواب بھی ارشاد فرمائیں۔

پروفیسر صاحب نے لا جواب ہو کر خوف زدہ کرنے اور لالچ دینے کا گر استعمال کیا مگر اللہ تعالیٰ نے شاہد کو استقامت بخشی۔ شاہد اقبال کا جواب یہ تھا: سر! آپ مجھے خوف اور لالچ کے ذریعے منافق اہلحدیث تو بنا سکتے ہیں مگر سچا اہلحدیث نہیں بنا سکتے۔ سچا اہلحدیث بنانے کیلئے ضروری ہے کہ آپ مذکورہ بالا ۶۸ دلائل کے اور سولہ (۱۶) سوالات کے قرآن و حدیث کے صریح دلائل سے مدلل جوابات عنایت فرمائیں۔

**پروفیسر:** بیٹا! آپ ایک دفعہ اہلحدیث مذہب میں آ جاؤ جیسے بھی آتے ہو، ایک دفعہ اس محمدی جھنڈے کے نیچے آ جاؤ، سب معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔

**شاہد اقبال:** سر! آپ ناراض نہ ہوں، آپ کو اہلحدیث مذہب کی منافقت مبارک اور مجھے اہل سنت والجماعت کی صداقت مبارک۔